سیرت حضرت

سخی لال شہباز قلندرؒ

حکیم سید خاور حسین قادری

Marfat.com

سیرت

حضرت شہباز لال قلندر رحمۃ اللہ علیہ

حکیم سیّد خاور حسین قادری

مکتبۂ سراجِ مُنیر

ناشران و تاجران اِسلامی کتب اردو بازار لاہور

Marfat.com

۳۶۳۶۔۳۶۳۰
سی
109669

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

نام کتاب	......	سیرت حضرت شہباز لال قلندر رحمۃ اللہ علیہ
مصنف	......	حکیم سید خاور حسین قادری
ٹائٹل ڈیزائن	......	محمد عاطف جاوید
کمپوزنگ	......	ہجویری ایڈورٹائزر
ناشر	......	سیّد عمران حسین نے مکتبۂ سراج مُنیر اُردو بازار لاہور سے شائع کیا
مطبع	......	رانا پرنٹنگ پریس، لاہور
سن اشاعت	......	جولائی 2012
ہدیہ	......	-/160 روپے

خوبصورت کتاب چھپوانے کے لئے رابطہ کریں: 0344-4188668

ملنے کا پتہ

طاہر سنز پبلشرز ۴۰۔بی، اُردو بازار۔لاہور
فون: 37234137 فیکس: 37312159
Website: www.tahirsonspublishers.com
E-mail: info@tahirsonspublishers.com

Marfat.com

فہرست

صفحہ نمبر	عنوانات
7	حرفِ آغاز
9	منقبت دم مست قلندر
10	منقبت بارک اللہ شہر سیہون
11	شہباز نشیمن لاہوت
12	زعشق دوست ہر ساعت
13	حقیقت قلندر
24	نام ونسب
28	القابات
33	مروند
38	والد بزرگوار حضرت سیّد کبیر الدین رحمۃ اللہ علیہ
41	ولادت باسعادت
46	ابتدائی تعلیم وتربیت
49	سعادتِ بیعت
52	حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا روحانی سلسلہ
64	سیر وسیاحت
70	حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی برصغیر پاک و ہند آمد

Marfat.com

حضرت بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات	71
حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری	76
ملتان آمد اور اولیائے کاملین سے حصولِ فیض	77
گناہوں کی دلدل	78
حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی سیہون آمد	87
سلسلہ رشد و ہدایت	102
حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت عالم دین	108
کشف و کرامات	109
کلام حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ	121
آن شاہ ہر دو عالم عربی محمد است	131
حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا وصال	133
مزارِ پاک کی عمارتیں	137
عرس کی رسومات	142
اقوال و ارشادات	147
حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ سے فیضیافتہ	148
اظہارِ عقیدت	159

Marfat.com

حرفِ آغاز

اللہ عزوجل کے بابرکت اسم پاک سے شروع جو تمام جہانوں کا خالق و مالک ہے اور اس کے حبیب آقائے دوجہاں' خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل پر بے شمار درود و سلام جن کا فیض عام ہے اور تاقیامت یونہی عام رہے گا۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗۤ (الآیہ)

''اے ایمان والو! تم میں جو بھی دین سے پھر جائے تو پھر اللہ ایسی قوم لائے گا جو اللہ کو محبوب رکھیں گے اور اللہ ان کو محبوب رکھے گا۔''

یہ اللہ عزوجل کی ایک صفت ہے کہ وہ اپنے دوستوں کو محبوب رکھتا ہے اور محبوبانِ خدا اسے دوست رکھتے ہیں۔ بندے سے اللہ عزوجل کی محبت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ عزوجل کی جانب سے اس کے لئے بھلائی کا ارادہ کیا جاتا ہے اور وہ اس بندے پر رحم فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا عطا ہونا یہ ہے کہ وہ اپنے محبوب بندے کو دنیا و آخرت میں بلند مقام عطا فرمائے اور اس کے ظاہر و باطن کو پاک بنائے۔

حضرت عمرو بن عثمان مکی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف ''کتاب محبت'' میں فرماتے ہیں:

''اللہ عزوجل نے قلوب کو اجسام سے سات ہزار برس قبل تخلیق فرمایا اور پھر انہیں اپنے قرب خاص میں رکھا اور اس کے بعد انہیں محبت کے درجہ میں رکھا اور پھر ان کے باطن کو ان کے اجسام سے

Marfat.com

سات ہزار برس قبل پیدا فرمایا اور انہیں وصل کے درجہ میں رکھا اور روزانہ تین سو ساٹھ مرتبہ ظہورِ جمال سے باطن کو تجلی بخشی اور تین سو ساٹھ مرتبہ نظر کرامت ڈالی پھر اسے محبت کا کلمہ سنایا اور تین سو ساٹھ مرتبہ دلوں پر انس و محبت کے لطائف ظاہر کئے پھر ان کا امتحان لیا اور پھر انہیں جسم میں مقید کیا گیا۔"

اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سورۂ آل عمران میں ارشاد فرمایا کہ اے محبوب! ان سے کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اس فرمان کے ذریعے اللہ عزوجل نے اپنی محبت کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے مشروط کر دیا ہے۔ پس اگر کوئی بھی مسلمان بارگاہِ الٰہی میں مقام و مرتبہ کا خواہاں ہے تو اس کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنے قلب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت پیدا کرے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر صحیح معنوں میں عمل پیرا ہو اور ہر معاملہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ کو پیش نظر رکھے۔

کی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

زیر نظر کتاب "سیرتِ پاک حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ" کی ترتیب و تدوین کا مقصد یہ ہے کہ ہم آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سیرتِ پاک کے مطالعہ سے اپنے ایمان کو تازہ کریں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال و افعال پر عمل پیرا ہو کر اپنی زندگیوں کو سنواریں۔ بارگاہِ الٰہی میں عاجزانہ التجا ہے کہ وہ میری اس کاوش کو قبول فرمائے اور ہمیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سیرتِ پاک سے بھرپور استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حکیم سید خاور حسین قادری

Marfat.com

منقبت دم مست قلندر

دم مست قلندر شاہ ، شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ
ہم دست خداوند کا ، ہم راز قلندر رحمۃ اللہ علیہ

سلطان فقیروں کا ، حقیروں کا ہے صاحب
بخشندہ اسیروں کا ، غریبوں کا ہے راہب

حاکم ہے امیروں کا ، یتیموں کا ہے صاحب
مختار ملائک کا ہے ، مولا کا ہے نائب

Marfat.com

منقبت بارک اللہ شہر سیہون

سیرہ گاہ صادقان ، خلوت سرائے عارفاں
مان متوکلاء آرام گاہ اولیاء

بارک اللہ شہر سیہون ، سندھ کے دارالامان
آہ دار الاولیاء سندھ ہو گیا اصل وجود

شہر سیہون ہے امن و شاہ عالم کی پناہ
شہر سیہون کشتی ، نوح و قلندر ناخدا

شہر سیہون جس کا ہے شہباز حسینی شہریار
اے خدا یہ شہر یار شہر ہو دائم بقا

Marfat.com

شہباز نشیمن لاہوت

شہباز نشیمن لاہوت
شاہ اورنگ خطہ ملکوت

اہل دل عارف معارف حق
صاحب وجد و تارک مطلق

بحر عرفان کنو ز دانائی
مہر ایقاں چراغ بینائی

دم بدم رحمت خداوندی
باد بر روح شاہ مروندی

Marfat.com

زعشق دوست ہر ساعت

زعشق دوست ہر ساعت درون نارمی رقصم
گہی برخاک می غلطم گہی برادری رقصم
شدم بدنام در عشقش بیا ای پارسا اکنون
نمی ترسم ز رسوائی بہر بازاری رقصم
بیا ای مطرب و ساقی سماع وشوق را در وہ
کہ من از شادی وصلش قلندر دارمی رقصم
اگر صوفی شدن خواہی بیا تا خرقہ پوشانم
چہ خوش زنار بربستم بہ ایں دیداری می رقصم
مرا مخلوق میگوید گدا چند ان چہ می رقصی
بدل داریم اسرارے ازاں اسرار می رقصم
خلائق گر کند برمن ملامت زیں سبب ہر دم
مگر نازم برایں ذوقیکہ پیش یار می رقصم
منم عثمان مروندی کہ یار خواجہ منصورم
ملامت می کند خلقے و من بردار می رقصم

Marfat.com

حقیقت قلندر

جب سالک اپنے مقصد میں کامیاب و کامران ہو جاتا ہے تو اس کی صفت قلندر کہلاتی ہے۔ قلندر کا ذکر برحق ہے اور اس کی کل کائنات کا محور ذاتِ حق ہے۔ قلندر خود کو بھول کر صرف خالق حقیقی کا ہو جاتا ہے' دنیا کو ترک کر دیتا ہے اور نفسیاتی لذتوں سے پاک ہو جاتا ہے۔

قلندر چونکہ خود کو دنیاوی خواہشات سے دور رکھتا ہے اس لئے مجرد ہوتا ہے اور قلندر کا نفس معبود کے تابع ہوتا ہے۔ پس خود کو نظر انداز کر دینا اور خاص رب العزت کا ہو جانا ہی قلندری ہے۔

سالک کو قلندر بننے کے لئے چھ صفات کا ہونا ضروری ہے اور اگر ان چھ صفات میں سے کوئی ایک بھی نامکمل ہو یا ناقص ہو تو پھر وہ قلندر نہیں ہے۔

قلندر کی صفات:

قلندر کی صفات ذیل ہیں۔

۱۔ صحیح العقیدہ ہونا

۲۔ عمل صالح کرنا

۳۔ اوصافِ حمیدہ کا مالک ہونا

۴۔ معاملات کو درست رکھنا

۵۔ مرشد کی اطاعت کرنا

Marfat.com

۶۔ صبر واستقلال کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دینا

قلندر کی زندگی:

قلندر کی مجلس میں دنیاوی باتوں کی قطعاً گنجائش نہیں ہے کیونکہ قلندر دنیاوی باتوں کو پسند نہیں کرتے پس جب کسی قلندر کی محفل میں جایا جائے تو دنیاوی باتوں سے پرہیز کیا جائے۔ فسق وفجور اور نفاق کو بھی قلندر سخت ناپسند کرتے ہیں۔ قلندر کسی کے گھر جا کر کچھ نہیں کھاتے خواہ وہ سفر میں ہی کیوں نہ ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ رب العزت کے یہ نیک سیرت لوگ نہایت صابر وشاکر ہوتے ہیں۔ کسی بھی مصیبت میں غیر کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتے اور اللہ رب العزت انہیں جس حال میں بھی رکھتا ہے اس کا شکر ادا کرتے رہتے ہیں۔

قلندر کی محفل میں جانے سے انسانی قلوب سکون پاتے ہیں کیونکہ یہ بڑے پائے کے عابد ہوتے ہیں۔ ان کی زندگی نہایت خاموش اور پرسکون ہوتی ہے۔ ان کے قلب پر رازِ الٰہی منکشف ہوتے ہیں اور یہ انہیں اپنے قلب میں کسی امانت کی مانند سنبھال کر رکھتے ہیں کہ کہیں امانت میں خیانت نہ ہو جائے۔

قلندر کے معانی:

لفظ ''قلندر'' پانچ حروف کا مجموعہ ہے اور ان پانچوں حروف کے معانی و مطالب ایک دوسرے سے یکسر مختلف ہیں۔

ق: قربِ حقیقی کا طلبگار اور قناعت پسند ہونا

ل: لقا یعنی عشق حقیقی میں غرق رہنا

ن: نیاز مند ہونا یعنی اللہ رب العزت کا شکر گزار ہونا

د: دیانت دار اور دلیر ہونا

ر: راضی بہ رضا رہنا

Marfat.com

قلندر کون؟:

تارک الدنیا، تہجد گزار اور نفسانی لذتوں سے پاک شخص کو قلندر کہا جاتا ہے۔

بقول صاحب کشف اللغات:

''قلندر وہ ہے جو دنیاوی آلائشوں سے آزاد ہو کر صرف معبودِ حقیقی میں خود کو محو کر لے۔''

قلندری سلسلہ کی بنیاد:

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور وہ اس روایت کو حضرت طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں نجد سے ایک اعرابی حاضر ہوا اور درخواست کی کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جس سے میں جنت کا مستحق ہو سکوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ رب العزت کی عبادت کرو، کبھی شرک نہ کرو، فرض نماز باجماعت ادا کرو، زکوٰۃ دو، رمضان المبارک کے روزے رکھو۔ اس اعرابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کچھ اور بھی بتائیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر تم کثرت کے ساتھ نوافل ادا کیا کرو۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سننے کے بعد اس نجدی نے اللہ رب العزت کی قسم کھاتے ہوئے کہا کہ جب تک مجھے ایک سانس بھی باقی ہے میں اس میں کمی و بیشی نہ کروں گا۔ جب وہ نجدی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس سے رخصت ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جنتی ہونے کی بشارت دی۔

قلندر وصال کے شوق میں موت کو محبوب رکھتا ہے:

قلندر عشق حقیقی میں محو ہو کر رب العزت سے وصال کے شوق میں موت کو محبوب رکھتا ہے۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں ہمہ وقت اس کی یاد اور اس کی حمد و ثناء

Marfat.com

میں مشغول رہتا ہے۔

قلندر حق تعالیٰ سے غافل نہیں ہوتے:

اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کے گروہ کا ایک خاص طبقہ جو ایک مخصوص مزاج اور فطرت کے خاص رنگ سے مشرب ہوتا ہے وہ قلندر کہلاتا ہے۔ ان لوگوں پر ایک عجب کیفیت طاری ہوتی ہے اور یہ ہمہ وقت اپنے سروں پر پہاڑ جیسا بوجھ تصور کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قلندر اوراد و وظائف اور نوافل کی کثرت کرتے ہیں۔ قلندر ایک لمحہ کے لئے بھی حق تعالیٰ سے غافل نہیں ہوتے۔ معاشرے کی ریاکاری' طبقات کی بے حسی کے خلاف سعی کرنا اور عمل کو فروغ دینا ان کا طرزِ انداز ہے اور یہ اپنی زندگی اسی جدوجہد میں بسر کرتے ہیں۔

مجذوبیت یا قلندری:

مجذوبیت یا قلندری درحقیقت سکر کا مظہر ہے ارباب سکر سماجی نفاق پر کاری ضرب لگاتے ہیں رسوم و عادات کو تہس نہس کرتے ہیں اور محض حسن نیت اور اخلاص کو باقی رہنے دیتے ہیں۔ قلندری جذب و سکر کی دورُخی حیثیت اتنی ہی قدیم ہے جتنی کے تصوف کی تاریخ اور تصوف کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنا کہ مذہب اسلام جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ سے رہے گا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کامل دین قرار دیا ہے۔ اسلام کے اندر کسی غیر اسلامی فلسفہ کو دخل حاصل نہ رہے گا اس لحاظ سے قلندرانہ افعال اور سکر و جذب کی کیفیات کیونکہ غیر اسلامی ہوسکتی ہیں اس لئے سکر و جذب کو غیر اسلامی کہنا متعصب ہونے کی نشانی ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ ایمان کا نور پہلے عقل میں اور پھر قلب میں مشتمل ہوکر اس حد تک غالب آجائے کہ وہ دنیا کے مصالح اور اس کے نفع و نقصان کو بھول جائے اور ایسی اشیاء سے محبت کرنے لگے جن سے کہ انسان حسب معمول طبعاً

محبت نہیں کرتا۔

حضور نبی کریم ﷺ کے جلیل القدر صحابی حضرت ابوالدرداء انصاری رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ میں رب العزت سے ملنے کے شوق میں موت کو محبوب سمجھتا ہوں مرض کو اس لئے محبوب سمجھتا ہوں کہ اس سے گناہ دور ہوتے ہیں اور فقر اور مسکین کو اس لئے محبوب سمجھتا ہوں کہ اس کی بدولت میں اللہ رب العزت کے سامنے متواضع رہوں گا۔

اسی طرح حضور نبی کریم ﷺ کے ایک اور جلیل القدر صحابی حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مال و دولت کو مکروہ سمجھتا ہوں اور تونگری کا دشمن ہوں جس طرح کسی پلید اور نجس شے کو آدمی مکروہ سمجھتا ہے اور اس سے نفرت کرتا ہے اور فقر مجھے سب سے زیادہ عزیز اور محبوب ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کے بیشتر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسی رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ تاریخ اسلام میں کئی مشہور بزرگ اسی مسلک سے وابستہ رہے جن میں حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا، حضرت حسین بن منصور حلاج، حضرت شرف الدین بوعلی قلندر، حضرت لعل شہباز قلندر، حضرت بابا بلھے شاہ اور حضرت سرمد شہید رحمۃ اللہ علیہم کے نام نمایاں ہیں۔

قلندریہ سلسلہ کی ابتداء:

قلندریہ سلسلہ کی ابتداء کہاں سے ہوئی اس بارے میں کتب سیر یکسر خاموش ہیں البتہ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کو پہلا قلندر کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ حضرت شرف الدین بوعلی قلندر اور حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا نام بھی قلندروں کی فہرست میں نمایاں ہے۔ ان حضرات کے علاوہ حضرت شاہ حیدر قلندر، حضرت شمس الدین تبریزی، حضرت شاہ حسین بلخی، حضرت رومی اور ان کے پیروکار، حضرت شیخ فخر الدین عراقی، حضرت حافظ شیرازی، حضرت غوث علی شاہ اور حضرت اسحاق مغربی رحمۃ اللہ علیہم کا نام بھی قلندری سلسلہ میں نمایاں ہے۔

Marfat.com

قلندری مشرب:

یہ ایک نہایت پیچیدہ امر ہے کہ تصوف کے دیگر سلاسل کی مانند قلندری سلسلہ کیا ہے؟ بعض بزرگان کا خیال ہے کہ یہ لوگ ملامتیہ ہیں جو بظاہر شرعی امور کے مخالف نظر آتے ہیں مگر باطنی طور پر مقبولانِ بارگاہِ خداوندی ہوتے ہیں۔

صاحب ''مراۃ الاسرار'' اپنی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ سلسلہ قلندریہ چند سلسلوں کے لوگوں پر مشتمل ہے جو مختلف سلسلوں سے تعلق رکھتے ہیں اور اپنے آپ کو مشرب قلندریہ سے منسوب کرتے ہیں۔

برصغیر پاک و ہند میں قلندریہ سلسلہ کی بنیاد:

برصغیر پاک و ہند میں قلندری سلسلہ کو حضرت رومی رحمۃ اللہ علیہ کی بدولت شہرت حاصل ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ برصغیر پاک و ہند میں تشریف لائے اور قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر بیعت ہوئے اور ان کے مرید ہوئے۔ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ خرقہ خلافت ملنے کے بعد جونپور تشریف لے گئے جہاں حضرت نجم الدین قلندر رحمۃ اللہ علیہ، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر بیعت ہوئے۔

اسی طرح حضرت شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ بھی قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر بیعت ہوئے اور روحانی فیوض و برکات حاصل کرنے کے بعد خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار قلندری سلسلہ کے نامور بزرگوں میں ہوتا ہے۔

شیخ الشیوخ والعالم حضرت شیخ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے نامور خلیفہ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ اور پھر ان کے خلیفہ حضرت شیخ شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ بھی قلندری مشرب رکھتے تھے۔ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین

Marfat.com

اولیاء رحمۃ اللہ علیہ بھی قلندری مشرب سے تعلق رکھتے تھے اور مجرد تھے۔ علاوہ ازیں حضرت سیّد بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت میر سیّد محمد مکی رحمۃ اللہ علیہ بھی قلندرانہ روش رکھتے تھے۔

برصغیر پاک و ہند میں قلندری سلسلہ سے تعلق رکھنے والے ایک اور مشہور بزرگ کا نام حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ ہے اور ان کے علاوہ حضرت شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ کا نام بھی نمایاں ہے۔

قلندری طریقت:

قلندری طریقہ میں قلبی اعمال پر زور دیا جاتا ہے اور ہمہ وقت مشغول بہ حق رہنے کی تلقین کی جاتی ہے۔ علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہزار خوف ہو لیکن زبان ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

قلندر کے لئے سرخ رنگ کا انتخاب کیوں؟:

جزو بن گیا ہے رنگ سرخ میری قلندری کا
جزو حرف لا الٰہ اور مظہر پرتو الا اللّٰہ کا

سرخ رنگ ایک ایسا رنگ ہے جسے لعل بدخشاں کی مئے ارغوانی سے منسوب کیا گیا ہے اور اس کو رب فیاض عزوجل کے لطف و کرم اور جلال کا مظہر قرار دیا گیا ہے۔ اس کو ریاغ گل سرخ خون شہداء سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اسے کربلا کی مٹی کی سرخی اور خون رنگ کا امتزاج قرار دیا گیا ہے۔

یہی وہ رنگ ہے جو اندلس کے الحمراء کی پہچان بنا اور سلطنت عثمانیہ کی داستان حیات بنا۔ اسی رنگ کی تراکیب اقبال نے گلاہِ لالہ سے منسوب کر کے اندلس کی شان و شوکت کا ماتم منایا۔

یہی وہ رنگ ہے جو دور جدید کے مزدوروں نے اپنا نشان قرار دیا اور اس کو

Marfat.com

موجودہ دور میں کمیونزم کا مظہر قرار دیا گیا۔

ہمیں افسوس کے ساتھ یہ بات کہنا پڑتی ہے کہ اس رنگ کی حقیقی رمزیت کو جاننے کی کسی نے بھی کوشش نہیں کی اور محض اپنی خیال آرائی کے سہارے اس کی مختلف توجیہات پیش کی ہیں اور کسی حد تک ہمارے علم وادب اور تاریخ وتمدن میں اسے فائق و رائج بھی کیا گیا ہے۔

سرخ رنگ کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سرخ لباس کی شکل میں اکثر و بیشتر زیب تن فرمایا ہے۔

شمائل ترمذی میں مذکور ہے کہ اس رنگ کے شرف کا یہ عالم رہا ہے کہ فتح مکہ کے وقت یہی رنگ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کا واضح مظہر نظر آتا ہے اور اس وقت یہ مظہر جلالی کا عجب نظارہ پیش کرتا ہے۔

اسی طرح غزوہ بدر میں جس صحابیؓ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو متجر قرار دیا جاتا ہے اور سراہا جاتا ہے ان کے سر پر بطور نشان مجاہد سرخ رومال باندھ دیا گیا تھا اور جس پر اس صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فخر وغرور حاصل ہوا تھا۔

یہی وہ رنگ ہے جس نے میدان کربلا کو سرخی شہداء سے روشن کر کے تاریخ میں اپنی اہمیت واضح کی ہے۔ اسی نشان کو بزرگان عظام نے مظہر جلالیت و جمالیت الٰہی قرار دے کر اپنایا اور تصوف کا ایک جزو لازمی قرار دیا۔

سرخ رنگ کی رمزیت یہ ہے کہ جذبہ کا رنگ ہے۔ موجودہ لمحہ کا رنگ ہے غلبہ الٰہی کا رنگ ہے، مجاہد کا رنگ ہے، شہید کا رنگ ہے، بحیثیت کل مولائے کل فخر فقر عالمین سیّدنا امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا رنگ ہے اور جن سے فقر و قلندر کی راہیں ہموار ہوئیں تھیں۔

یہی وہ رنگ ہے جو مدینہ و نجف کی خاک کا سرمہ حیات بنا اور اسی رنگ نے

Marfat.com

کفر و الحاد کے منجدھار میں طوفان بپا کر کے کشتی و ایمان کو قوت استقامت بخشی اور دوستان محبت الٰہی کو رقمطراز کیا۔

اسی لئے تصوف میں بالعموم اور سلسلہ قلندریہ میں بالخصوص اس سرخ رنگ کو ان تمام جذبوں کا سرمایہ قرار دیتے ہوئے اولیت بخشی گئی اور ہر بات کو سرخ رنگ کی رمزیت کے دائرہ میں پرکھ کا ذریعہ بنایا اور سرخ لباس پہن کر معاشرے میں اپنے آپ کو نمایاں کیا اور یہی سرخ رنگ قلندر کی پہچان بنا اور سرمایہ حیات قرار پایا۔

اصولوں کی پابندی:

ہر قلندر کو ذیل کے اصولوں کا پابند ہونا ضروری ہے۔

۱۔ اللہ رب العزت کی وحدانیت کا اقرار کرنا اور دل سے اس کی تصدیق کرنا۔

۲۔ ملائکہ کے وجود کو تسلیم کرنا اور کائناتی نظام میں ان کی تعیناتی کا یقین رکھنا۔

۳۔ تمام آسمانی کتب پر صدقِ دل سے ایمان لانا اور ان میں بیان کئے گئے احکامات کو درست جاننا۔

۴۔ اللہ رب العزت کی جانب سے بھیجے گئے تمام پیغمبروں کو سچا ماننا۔

۵۔ روزِ محشر پر ایمان رکھنا' سزا و جزا اور جنت و دوزخ کو تسلیم کرنا۔

۶۔ قرآن مجید کو آخری آسمانی کتاب تسلیم کرنا اور اس کے احکامات پر عمل پیرا ہونا۔

۷۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی تسلیم کرنا اور انہیں تمام مخلوقات سے اعلیٰ و افضل تسلیم کرنا۔

حضرت شاہ حسین بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قلندر کے بباید در عبادت

قلندر کے بگنجد در اشارت

Marfat.com

قلندری مولانا اشرف علی تھانوی کی نظر میں:

قلندر ایک خاص اصلاح ہے قلندر یہ ایک طبقہ اولیاء اللہ میں ہوتا ہے جو ایک خاص مذاق اور ایک مخصوص رنگ نسبت سے مشرف ہوتا ہے جن میں اولیاء اللہ کو ہر وقت حق تعالیٰ شانہٗ کے ساتھ ایک خاص کیفیت استحضاری نصیب ہو جاتی ہے اور ان کے سر پر ہر وقت نسبت کا گویا ایک پہاڑ رکھا ہوتا ہے ایسے حضرات بظاہر تکثیر نوافل اور تکثیر وظائف میں مشغول نظر نہیں آتے ہیں لیکن ان کے باطن پر کسی وقت غفلت اور ذہول طاری نہیں ہوتا ہے یہ حضرات تکثیر اوراد اور وظائف سے زیادہ اس امر کا اہتمام رکھتے ہیں کہ قلب ایک لمحہ کو بھی حق تعالیٰ شانہٗ سے غافل نہ ہو اسی مذاق کا نام مذاق قلندری ہے۔ بہر حال قلندر کو جاننے کے لئے ایک پیہم سعی اور ذہنی فکر و عمل کی ضرورت ہے اور جس نے اس کو جان لیا وہ اسی کا ہو رہا اور حضرت لعل شہبازؒ قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے اس پیغام کو جاننے کا نام ہی قلندر بن جاتا ہے۔

جامِ مہر علی ز دردستم
بعداز جام خوردہ ام ہستم
کر اندر قلندری بستم
از دلِ پاکِ حیدری ہستم
حیدری ام قلندرم ہستم
بندۂ مرتضیٰ علی ہستم

اور جب یہ جذبہ فزوں تر ہو کر قلندر کا اعمال نامہ بن جاتا ہے پھر بقول ڈاکٹر علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ:

دبدبۂ قلندری ، طنطنہ سکندری
آں ہمہ جذبۂ کلیم ایں ہمہ سحر سامری

109669

Marfat.com

اور پھر اسی کی بدولت قلندر روحانی فتوحات اس طرح حاصل کرتا ہے کہ مقابلتہً بڑے سے بڑے نامی گرامی بادشاہ کی پرہیبت افواج بھی حاصل نہیں کر پاتیں اور بقول ڈاکٹر علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ:

آں بہ نگاہ می کشد' ایں بہ سپاہ می کشد
آں ہمہ صالح و آشتی' ایں ہمہ جنگ و داوری

قلندری نے ثقافت اسلامیہ میں ایک ایسے فکری و روحی ادارہ کو ابھارا جس سے بے نفسی' بے لوث اظہار حق' بے پناہ قناعت جیسی عظیم ولازوال اقدار پروان چڑھتی ہیں پھر خود قلندری کو محض ظواہر تک محدود نہیں رہنے دیا گیا بقول کسے:

نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

Marfat.com

نام ونسب

ہمیں بھی نعمت جمعیت خاطر عطا کر دے
کہ تسکین پریشاں روزگاراں تیرا صدقہ ہے

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا نام "سیّد محمد عثمان" ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی کا نام سیّد کبیر رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ نسب کے متعلق کتب سیر میں مختلف آراء پائی جاتی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب تیرہویں پشت میں حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے جا ملتا ہے۔

۱۔ حضرت سیّد محمد عثمان المعروف حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ
۲۔ بن حضرت سیّد کبیر رحمۃ اللہ علیہ
۳۔ بن حضرت سیّد شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ
۴۔ بن حضرت سیّد نور شاہ رحمۃ اللہ علیہ
۵۔ بن حضرت سیّد محمود شاہ رحمۃ اللہ علیہ
۶۔ بن حضرت سیّد احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ
۷۔ بن حضرت سیّد ہادی رحمۃ اللہ علیہ
۸۔ بن حضرت سیّد مہدی رحمۃ اللہ علیہ
۹۔ بن حضرت سیّد منتخب رحمۃ اللہ علیہ
۱۰۔ بن حضرت سیّد غالب رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

۱۱۔ بن حضرت سیّد منصور رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۔ بن حضرت سیّد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۔ بن حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ

بمطابق تذکرہ صوفیائے سندھ از اعجاز الحق قدوسی بحوالہ لب تاریخ سندھ قلمی نسخہ میں ذیل کا اضافہ موجود ہے۔

حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے چھ فرزند تھے۔

۱۔ حضرت سیّد امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ حضرت سیّد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ حضرت سیّد علی رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ حضرت سیّد عمر رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ حضرت سیّد محمد رحمۃ اللہ علیہ

۶۔ حضرت سیّد اسحاق رحمۃ اللہ علیہ

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سیّد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ تاریخ اولیاء گجرات میں حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب یوں بیان کیا گیا ہے:

۱۔ حضرت سیّد عثمان مروندی رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ بن حضرت سیّد حسن رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ بن حضرت سیّد محمود رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ بن حضرت سیّد صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ بن حضرت سیّد شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ

۶۔ بن حضرت سیّد نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ

۷۔ بن حضرت سیّد شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ

۸۔ بن حضرت سیّد صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ

۹۔ بن حضرت سیّد اسلام الدین رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۔ بن حضرت سیّد مومن شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۔ بن حضرت سیّد خالو شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۔ بن حضرت سیّد محبّ الدین رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۔ بن حضرت سیّد محمد سبزواری رحمۃ اللہ علیہ

۱۴۔ بن حضرت سیّد عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ

۱۵۔ بن حضرت سیّد غالب الدین رحمۃ اللہ علیہ

۱۶۔ بن حضرت سیّد احمد رحمۃ اللہ علیہ

۱۷۔ بن حضرت سیّد منصور رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۔ بن حضرت سیّد اسماعیل ثانی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۔ بن حضرت سیّد محمد رحمۃ اللہ علیہ

۲۰۔ بن حضرت سیّد اسماعیل اعراج اکبر رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۔ بن حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ

خزینۃ الاصفیاء میں حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب یوں بیان کیا گیا ہے:

۱۔ حضرت سیّد عثمان مروندی رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ بن حضرت سیّد حسن کبیر الدین رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ بن حضرت سیّد شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ بن حضرت سیّد صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

۵۔ بن حضرت سیّد شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۶۔ بن حضرت سیّد خالد الدینہ رحمۃ اللہ علیہ

۷۔ بن حضرت سیّد محب رحمۃ اللہ علیہ

۸۔ بن حضرت سیّد مشتاق رحمۃ اللہ علیہ

۹۔ بن حضرت سیّد نور الدین اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۔ بن حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ

قلندر نامہ، لب تاریخ سندھ اور تاریخ کنز الانساب کے مطابق سیّد محمد شاہ، سیّد نور شاہ کے والد جبکہ تحفۃ الکرام کے مطابق سیّد محمد شاہ، سیّد نور شاہ کے دادا ہیں۔ اس طرح کے اختلافات مختلف کتب میں دیئے گئے تمام شجروں میں موجود ہیں۔

Marfat.com

القابات

محفل دہر میں رکھے جو ترا نورِ قدم
شمع خورشید، چراغِ تہِ داماں ہو جائے

حضرت سیّد محمد عثمان مروندی رحمۃ اللہ علیہ کے القابات بے شمار ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دین اسلام کی خدمت اور صوفیاء کرام میں اعلیٰ مقام پر بے شمار القابات سے یاد کیا جاتا ہے۔ ذیل میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے القابات اور ان کی وجہ تسمیہ بیان کی جا رہی ہے۔

۱۔ لعل

۲۔ سیف اللسان

۳۔ قلندر

۴۔ مہدی

۵۔ شمس الدین

۶۔ شہباز

لقب لعل کی وجہ تسمیہ:

مراۃ الکونین اور تذکرۃ الانساب کے مطابق حضرت سیّد محمد عثمان رحمۃ اللہ علیہ کو لعل اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ عموماً لال رنگ کے کپڑے پہنا کرتے تھے جبکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ کے ایک اور بزرگ حضرت جلال الدین سرخ بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی سرخ رنگ کا لباس پہنتے تھے اور انہیں اپنے مرشد کی جانب سے سرخ کا خطاب عطا ہوا تھا۔

Marfat.com

لقب سیف اللسان کی وجہ تسمیہ:

تاریخ سروری کے مطابق سیف اللسان کا لقب حضرت سیّد محمد عثمان رحمۃ اللہ علیہ کو اس لئے ملا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ جو کچھ بھی اپنی زبان سے فرماتے تھے وہ کہا اسی وقت پورا ہو جاتا تھا۔

لقب قلندر کی وجہ تسمیہ:

حضرت سیّد محمد عثمان رحمۃ اللہ علیہ کو قلندر کا لقب اس لئے ملا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ساری زندگی قلندری اختیار کئے رکھی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ ہمہ وقت جذب وسکر کی کیفیت میں رہتے تھے۔

لقب مہدی کی وجہ تسمیہ:

حضرت سیّد محمد عثمان رحمۃ اللہ علیہ کو مہدی کہنے کی وجہ بحوالہ کتاب ''حجج الکرامتہ فی آثار القیامۃ'' مصنف نواب سیّد صدیق حسین کچھ یوں ہے:

> ''گویم جماعتی درحق ایشاں گمان مہدیت رفتہ' دوگونہ اند یکی اولیائی صلحائی ست دیگر امرا اہل حکومت اول سیّد محمد بخش و شیخ ادریس رومی و شاہ نعمت اللہ ولی' شہباز قلندر اتباع او قلندر بنام دارند این مردی صالح بود۔''

بیشتر لوگ حضرت سیّد محمد عثمان رحمۃ اللہ علیہ کو حق پر ہونے کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مہدی ہونے کا گمان رکھتی ہے کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر لحاظ سے اولیاء کی طرح صلح جو طبیعت کے مالک تھے۔ اہل حکومت' اول سیّد محمد بخش و شیخ ادریس رومی اور شاہ نعمت اللہ ولی اور شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ اسی طریق سے ہیں اور قلندرانہ انداز میں اتباع رکھتے ہیں اور یہ سب کچھ اس مرد صالح میں پایا جاتا ہے اسی لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مہدی آخر الزماں بھی کہا جاتا ہے۔

Marfat.com

لقب شمس الدین کی وجہ تسمیہ:

حضرت سیّد محمد عثمان رحمۃ اللہ علیہ کو شمس الدین کا لقب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تبلیغ اسلام کے عوض ملا کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس دین اسلام کی تبلیغ کے لئے سندھ اور برصغیر کے وسیع و عریض خطے میں بے پناہ کوششیں کی ہیں۔

لقب شہباز کی وجہ تسمیہ:

تذکرہ الانساب' معراج الولایت اور مراۃ الکونین کی روایات کے مطابق حضرت غوث بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیّد محمد عثمان رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا مرید کرنے کے بعد ''قلندر شہباز'' کا لقب دیا تھا لیکن اس کی تصدیق کسی مصدقہ ذریعہ سے نہیں ہوتی البتہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس زمانہ میں موجود تھے اور حضرت غوث بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اچھے روابط تھے۔

حضرت سیّد محمد عثمان رحمۃ اللہ علیہ کو لعل شہباز قلندر کیوں کہا جاتا ہے اس کے متعلق کتب سیر میں مختلف آراء موجود ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھیں چونکہ شہباز کی مانند چمکتی تھیں اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و مرشد حضرت بابا ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس خطاب سے نوازا تھا۔

ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے ہم عصر بزرگوں شیخ الشیوخ والعالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر' حضرت سیّد جلال الدین سرخ بخاری المعروف حضرت جہانیاں جہاں گشت اور حضرت مخدوم بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہم کے ہمراہ کہیں تشریف لے جارہے تھے کہ اچانک چلتے چلتے رک گئے اور چہرۂ مبارک پر پریشانی کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ ساتھی بزرگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پریشان دیکھ کر پوچھا:

''مخدوم! کیا ہوا؟''

Marfat.com

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے غمزدہ لہجے میں کہا:

''میرا ایک مرید اس وقت بڑی مشکل میں پھنس گیا ہے۔ آپ حضرات اپنا سفر جاری رکھیں میں ابھی آتا ہوں۔''

یہ فرما کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح جست لگائی جیسے ہوا میں پرواز کر رہے ہوں۔ دوسرے ہی لمحے آپ رحمۃ اللہ علیہ نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ کچھ دیر بعد شیخ الشیوخ و العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ حضرت جلال الدین سرخ بخاری المعروف حضرت جہانیاں جہاں گشت اور حضرت مخدوم بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہم نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سامنے سے آتے دیکھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ ایک اجنبی شخص تھا۔ پھر جب چاروں بزرگ اپنی منزل پر پہنچ گئے تو ایک نے دریافت کیا:

''مخدوم! کیا یہی وہی مرید ہے جس کی وجہ سے آپ پریشان تھے۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

''حق تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے میرے مرید کو گردابِ بلا سے نکال کر عافیت کے ساحل تک پہنچایا۔''

منقول ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کرامت دیکھ کر تینوں عارفانِ وقت بے ساختہ پکار اٹھے:

''مخدوم! آپ شاہ باز ہیں۔''

چنانچہ اس دن سے ہی حضرت سیّد عثمان رحمۃ اللہ علیہ کا لقب شاہ باز مشہور ہو گیا اور پھر یہ لفظ کثرتِ استعمال کی وجہ سے شہباز ہو گیا۔

اسی قسم کی ایک اور روایت سیر العارفین اور جواہر فریدی میں اس طرح بیان ہوئی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید دوسرے شہر میں رہتا تھا دشمنوں نے اس کے خلاف

Marfat.com

سازش کی اور اسے ایک سنگین مقدمے میں پھنسوا دیا۔ مقدمہ قاضی کی عدالت میں پیش ہوا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید نے پرزور لہجے میں صفائی پیش کرتے ہوئے کہا:

''میں اللہ کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میرا اس جرم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔''

قاضی کو ایک مسلمان کے بیان پر یقین آگیا اور مخالفین نے عدالت میں جھوٹے گواہ کھڑے کر دیئے۔ وہ لوگ بھی اللہ عزوجل کو حاضر و ناظر جان کر قسمیں کھاتے رہے کہ یہ شخص مجرم ہے اور موت کے خوف سے جھوٹ کا سہارا لے رہا ہے۔ قاضی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید سے کہا:

''تمہارے خلاف بہت سی شہادتیں موجود ہیں اور اگر تم ایک بھی گواہ پیش کر دو گے تو میں تمہیں رہا کر دوں گا۔''

دشمن بہت ہی زیادہ بااثر تھے اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید کے حق میں کوئی ایک بھی گواہی نہ دے سکا۔ نتیجتاً قاضی نے اسے پھانسی کی سزا سنا دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے بزرگ دوستوں کے ہمراہ سفر میں تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مرید کی پکار سنائی دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا حال دیکھا کہ سپاہی اسے کھینچتے ہوئے پھانسی کے تختہ کی جانب لے جا رہے ہیں۔ اسی دوران مغرب کی جانب سے سیاہ آندھی اٹھی اور چاروں طرف پھیل گئی اور ہر جانب اندھیرا ہو گیا۔ پھر گرد و غبار صاف ہوا تو سپاہی حیرت سے ایک دوسرے کا منہ دیکھ رہے تھے اور وہ قیدی غائب تھا جسے کچھ دیر بعد پھانسی دی جانے والی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرید کو چھڑا کر لے گئے تھے۔ قلندر کے اس روحانی تصرف کو دیکھ کر ان کے ہم عصر بزرگوں نے انہیں شہباز کا لقب دیا تھا۔

Marfat.com

مروند

مروند کے بارے میں تاریخ کی کتب میں بے شمار مختلف روایات پائی جاتی ہیں اور ان روایات میں مطابقت پیدا کرنا ایک عام انسان کے لئے بے حد مشکل ہے۔ ذیل میں مختلف روایات کو مختصراً بیان کیا جا رہا ہے۔

حکیم فتح محمد سہوانی نے اپنی تصنیف ''قلندر نامہ سندھی'' میں حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے آبائی وطن کے متعلق تحریر فرمایا ہے:

''حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا حقیقی وطن ''مروکذ'' ہے جو آذر بائیجان اور تبریز کے وسط میں واقع ہے اور ایران کا ایک مشہور قصبہ ہے۔''

صاحب لب تاریخ از خداداد خان لکھتے ہیں:

''حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا حقیقی وطن مہمند ہے جو افغانستان میں ہرات کے قرب و جوار میں واقع ہے اور افغانستان کا ایک قصبہ ہے۔''

سیّد غلام علی آزاد بلگرامی مصنفت ''مآثر الکرام'' کے مطابق:

''حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا وطن ''مرند'' تبریز کے دیہات میں سے ایک دیہات ہے۔''

''آبِ کوثر'' کے مصنف شیخ اکرم اور ''روزنامہ الوحید'' کے سندھ آزاد نمبر میں

Marfat.com

منقول ہے:

''حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ آذر بائیجان کے ایک گاؤں مرند میں پیدا ہوئے۔''

محبوب علی چند کی تحقیق کے مطابق:

''حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا حقیقی وطن مرند ہی ہے۔''

ان حقائق کی روشنی میں اگر تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ قدیم تواریخ، قدیم جغرافیاؤں اور سفر ناموں میں ایسے کسی شہر کا نام نہیں ملتا۔ پھر بھی عین ممکن ہے کہ درحقیقت مرند ہی ہو ہاں مگر اس کے مقابلہ میں مرو نامی شہر کا نام ملتا ہے جو ہرات کے شمال میں ''کشک'' نامی شہر کے قریب واقع ہے اور یہ افغانستان اور ترکستان کی سرحد پر واقع ہے اور ''وادی کشک'' ۱۴۰ میل شمال میں ایک خشک لق و دق صحرا کے اندر خیابان ہے اور یہ شہر بے حد قدیم ہونے کے ناطے سکندر اعظم کے عہد میں بے انتہا عالیشان شہر تھا اور اس زمانہ میں علم و عرفان اور دولت کا مرکز تھا۔

نامور مورخ اصطخری ابن موتل اور مقدسی لکھتے ہیں:

''مرو نامی شہر نہایت عالی شان شہر تھا جو اپنی شان و شوکت کے لحاظ سے اپنی مثال آپ تھا۔ عہد سلاجقہ میں یہاں ایک بہت بڑا عالیشان مدرسہ موجود تھا جو آج کے دور کی کسی بھی یونیورسٹی کے برابر قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس دور میں ''مرو'' سے ''مراوالرود'' کو جدا کرنے کے لئے ''مروا شاہجہان'' کہا جاتا تھا جو کہ آج کل سابقہ روس کی سرحد کے نزدیک واقع ہے۔''

یاقوت حموی ابن موقل کے مطابق:

''خراسان میں مرو کے علاوہ میمنہ نامی شہر بھی موجود ہے جس کا

Marfat.com

پہلے نام ''الیمیہودان'' یا ''الیہودیہ'' تھا جس کا محل وقوع علاقہ زیجان ہے اور اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہاں پہلے یہودیوں کی کثیر تعداد آباد تھی۔ جب بنو کندنذوے نے بیت المقدس شہید کیا تو اس کے بعد اس شہر کا نام ''میمنہ'' یعنی مبارک شہر رکھ دیا گیا۔''

اس کے علاوہ ذابلستان میں میمند یا میوند نامی شہر کے آثار بھی ملتے ہیں لیکن موجودہ دور میں مروند آذربائیجان کے علاوہ اور کوئی شہر دنیا کے نقشہ میں موجود نہیں ہے۔ سیرت نگاروں کی اکثریت اس بات پر متفق ہے کہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا وطن مروند آذربائیجان ہی ہے۔

''مرند'' نامی شہر دریائے خدی کے دہانے پر دریا کی ایک شاخ کے کنارے واقع ہے جو کہ ''خدی دریا'' میں آ کر ملتی ہے۔ یہ شہر آذربائیجان کی حدود میں ہے اور تبریز سے جانب شمال تقریباً ۴۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔

مقدسی کی تاریخ کے مطابق یہ شہر چوتھی صدی ہجری میں ایک چھوٹا سا قلعہ تھا جس میں ایک خوبصورت سی مسجد تھی اور شہر کی بیرونی آبادی باغات سے بھرپور تھی اور اس میں ایک صاف ستھرا اور بارونق بازار موجود تھا۔

بقول یاقوت حموی:

''مروند شہر کو کردوں نے برباد کر دیا تھا اور اس کو لوٹنے سے پہلے یہاں کی آبادی کو یرغمال بنا لیا تھا۔''

بقول مقدسی:

''جس دریا پر مرند واقع ہے اس کا نام زولو یا زکویر ہے۔ یہ وسیع اور عالیشان شہر ہے۔ اس شہر کو سرخ رنگ بنانے کی صنعت کی وجہ سے اچھی خاصی شہرت حاصل ہے۔ شہر کے گرد و نواح کے سات

Marfat.com

گاؤں یا قصبات اس کی حدود میں شامل ہیں۔''

ان تمام حقائق کی روشنی میں یہ بات بلا جھجک کہی جا سکتی ہے کہ اصل نام مرند ہے جس میں گردشِ زمانہ نے ''ی'' اور ''و'' کے الفاظ کا اضافہ کر کے اسے ''مروندی'' بنا دیا ہے۔

مروند کے متعلق حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے خود بیان کیا ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی سیاحت کے واقعات میں ''مرند'' کا ذکر کرتے ہیں جو سندھی زبان میں مروند کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

قصیدہ قلندریہ میں حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

دمبدم رحمت خداوندی
باد بررُوحِ شاہ مروندی

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی تین غزلیں ایسی ہیں جن میں مروندی کا لفظ موجود ہے لیکن سیرت نگاروں کو اس سے اختلاف ہے کہ یہ غزلیں خود حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی ہیں بھی یا نہیں؟ اور ان میں سے ایک غزل حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ خواجہ غریب نواز' سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد پاک کی ہے جب کہ بقیہ دو غزلیں حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کی ہیں جو حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد پاک ہیں۔

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کی غزل کا مقطع اس طرح سے ہے:

آیا عثمان مروندی چرا مستی درین عالم
بجز ہستی و مدہوشی دگر چیزی نمی دانم

کلام کا موازنہ:

اس ضمن میں کلام کا موازنہ حسب ذیل ہے:

Marfat.com

حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ:

چہ تدبیر اے مسلمانان کہ من خود راغی دانم
نہ ترساؤ یہودی امٔ دنے گبرو مسلمانم

اور حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ:

من آن دُرّم درِ بحر جلال اللہ بودستم
بکوہ طور با موسیٰ کلیم اللہ بودستم

لب تاریخ سندھ صہ۲ کے مطابق:

آیا عثمان میمندی چراستی دریں عالم
کہ جز باہو و یامن ھو دگر چیزے نمی دانم

حضرت عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ:

منم عثمان ''مروندی'' کہ یار خواجہ منصورم
ملامت می کند خلقی و من برادر می رقصم

یا

من آن عثمان ''مروندی'' کہ یار خواجہ منصورم
نہ گرزم از ملامت آن کہ من بردار می رقصم

یا پھر

آیا عثمان ''مروندی'' سخن با پردہ داران گو
بیابی در جہاں یارے جہانے پُر ز اغیار ست

Marfat.com

والد بزرگوار حضرت سیّد کبیر الدین رحمۃ اللہ علیہ

کانٹے جو راہ کے ہیں، ہٹاتا چلوں گا میں
آئی جو کوئی وادیٔ پُرخار لے چلو
میں تشنہ کام عشق ہوں یاروں مدد کرو
تم ہو شرابِ عشق سے سرشار لے چلو

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار حضرت سیّد کبیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت مروند میں جمادی الثانی ۵۵۰ ھ میں ہوئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۵۹۰ ھ میں چالیس برس کی عمر میں ہوا۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے والد کو کتب سیر میں ''ابراہیم جوابی'' کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے اور اس لقب کی وجہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ مسائل غسل و وضو پر طالب علموں کی ایک جماعت نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بہت سے سوال کئے جن کے جوابات آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت سہل اور جامع الفاظ میں فی الفور دیئے جن کی بناء پر آپ رحمۃ اللہ علیہ جوابی کہلانے لگے۔

حضرت سیّد کبیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کو سیر و سیاحت کا بے حد شوق تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ، شہید کربلا حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے مزارِ اقدس کی زیارت کے لئے کربلا معلیٰ تشریف لے گئے اور وہاں سے معرفت ولایت کے اسرار و رموز میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بے پناہ آگہی حاصل ہوئی۔

حضرت سیّد کبیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کا زیادہ وقت عبادت و ریاضت میں گزرتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ درجاتِ عرفان میں یکتائے زمانہ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی آخری عمر میں بادشاہ وقت کی صاحبزادی سے شادی کی جو ایک خواب کی مرہونِ منت ہے۔

حضرت سیّد کبیر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ قلندروں کی ایک جماعت دف بجا بجا کر گا رہی ہے اور بلند آواز سے کہتی جا رہی ہے کہ سیّد ابراہیم کبیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کا بیٹا قلندروں میں اعلیٰ شان کا امیر قلندر ہو گا۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ اپنی جوانی میں حضرت جلال الدین سرخ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ مختلف ممالک کی سیر و سیاحت میں مصروف رہے اور دورانِ سیاحت بخارا پہنچے۔ بخارا سے آپ رحمۃ اللہ علیہ' ابوالحسن حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مبارک کی زیارت کے لئے نجف اشرف حاضر ہوئے۔ یہاں ایک رات آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ کوئی بزرگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کر کے فرما رہے ہیں:

> ''عثمان (رحمۃ اللہ علیہ)! تم بلا تاخیر کربلا معلیٰ پہنچو وہاں تمہارے والد مقیم ہیں اور تمہیں دیکھنے کے لئے بے قرار ہیں۔''

کتب سیر میں اس واقعہ کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ حرمین شریفین کی زیارت اور حصولِ علم کے لئے طویل سفر پر روانہ ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی حضرت سیّد کبیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کربلا معلیٰ تشریف لے گئے۔ جب ان کا آخری وقت آن پہنچا تو وہ بیٹے کو یاد کر کے بہت روتے تھے۔ اسی دوران حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے عالم خواب میں بزرگ کی بات سنی اور پھر دوسرے دن آپ رحمۃ اللہ علیہ کربلا معلیٰ روانہ ہو گئے۔ حضرت سیّد کبیر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے کو سینے سے لگایا اور نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

> ''بیٹا! یہ دنیا دار الامتحان ہے اور میں نے اپنے اللہ سے عمر بھر بس

ایک ہی دعا مانگی کہ وہ ذاتِ پاک تمہیں ہر آزمائش میں ثابت قدم رکھے۔"

اس واقعہ کے چار روز کے بعد حضرت سیّد کبیر الدین رحمۃ اللہ علیہ دنیا سے رخصت ہو گئے اور کربلا معلیٰ میں حضرت سیّدنا امام حسین رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ مبارک کے قریب ہی مدفون ہوئے۔

روایات کے مطابق حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ہرات کے بادشاہ کی بیٹی تھیں۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ کے متعلق کتب سیر یکسر خاموش ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کا وصال آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد کی زندگی میں ہی ان سے کچھ عرصہ قبل ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ والد بزرگوار کی سیاحت کے دوران بیس برس تک اپنی والدہ کے پاس رہے۔ دل میں آرزو تھی کہ اپنے گاؤں سے باہر جا کر بھی علم دین حاصل کریں مگر جب بھی ارادہ کیا تو والدہ کی اطاعت نے راستہ روک لیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا ارادہ ملتوی کر دیا۔ یہ سلسلہ قریباً بیس برس تک چلتا رہا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جوانی کے ایام والدہ کی خدمت اور اطاعت گزاری میں گزار دیئے۔

بقول صاحب بستان العارفین حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ کا وصال بھی کربلا معلیٰ میں ہوا اور آپ رحمۃ اللہ علیہا کو بھی حضرت سیّدنا امام حسین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے قریب مدفون کیا گیا۔

Marfat.com

ولادت باسعادت

کس طرح تصور میں وہ جانِ حیا آئے
تصویر کھینچے کیسے اس برقِ مجسم کی

لب تاریخ سندھ کے مورخ خداداد خان کے مطابق حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت کا قصہ یوں بیان فرماتے ہیں:

''حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار حضرت سیّد کبیر رحمۃ اللہ علیہ کی شادی نہیں ہوئی تھی۔ ایک رات حضرت سیّد کبیر رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ نہایت پرفضا مقام ہے اور ہر جانب دلکش باغات اور سبزہ ہے' میوہ دار درخت ہیں اور ان کے قریب صاف و شفاف پانی کی نہریں بہہ رہی ہیں' طائرانِ خوان الحان نغمے گا رہے ہیں اچانک ایک گوشے سے سرخ رنگ والا ایک خوبصورت بچہ نمودار ہوتا ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے مخاطب ہو کر کہتا ہے مجھے اس مقام سے باہر لائیے۔ حضرت سیّد کبیر رحمۃ اللہ علیہ کچھ دیر تک اس خوبصورت بچے کو دیکھتے رہے پھر مسکراتے ہوئے فرمایا جنت سے باہر آنا افضل ہے۔ جیسے ہی حضرت سیّد کبیر رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے یہ الفاظ ادا ہوئے وہ خوبصورت بچہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی حضرت سیّد کبیر رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھ کھل گئی۔ یہ بڑا عجیب

خواب تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کچھ دیر تک اپنے خواب پر غور کرتے رہے مگر جب ذہن اس کی کوئی عقلی توجیح پیش نہ کر سکا تو پھر اسے محض خواب سمجھ کر فراموش کر دیا۔ کچھ دن کے بعد حضرت سیّد کبیر رحمۃ اللہ علیہ نے دوبارہ وہی خواب دیکھا سرخ رنگ والا وہی خوبصورت بچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا ہے والد بزرگوار! مجھے اس مقام سے باہر لائیے۔ حضرت سیّد کبیر رحمۃ اللہ علیہ نے بچے کی بات سن کر اپنا وہی جواب دہرایا کہ جنت سے باہر آنا افضل ہے۔ اب کی بار بچہ خاموش نہیں رہا۔ اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا دنیا میں ظاہر ہونا بھی اچھا ہے اور یہ کہہ کر وہ بچہ غائب ہو گیا۔ بچے کے نظروں سے اوجھل ہوتے ہی حضرت سیّد کبیر رحمۃ اللہ علیہ بیدار ہو گئے۔ صبح صادق کا وقت تھا تھوڑی ہی دیر کے بعد فجر کی اذان شروع ہو گئی اور ارض و سما کی وسعتوں میں اللہ عزوجل کی کبریائی بیان ہونے لگی۔

دوسری مرتبہ اسی بچے کو خواب میں دیکھنے کے بعد حضرت سیّد کبیر رحمۃ اللہ علیہ کچھ مضطرب ہو گئے پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو تعبیر الرویاء کے ماہر تھے۔ بزرگ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا خواب سننے کے بعد دریافت فرمایا سیّد! کیا آپ رحمۃ اللہ علیہ شادی شدہ ہیں؟ حضرت سیّد کبیر رحمۃ اللہ علیہ نے نفی میں جواب دیا۔ وہ بزرگ بولے قدرت چاہتی ہے کہ اب آپ رحمۃ اللہ علیہ شادی کر لیں وہ بچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی کا ہے جسے قدرت عدم سے وجود میں لانا چاہتی ہے۔

حضرت سیّد کبیر رحمۃ اللہ علیہ نے بزرگ کی بات سن کر حیرت کا اظہار کیا۔ وہ بزرگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حیران دیکھ کر بولے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو

حق تعالیٰ سے امید رکھنا چاہئے کہ وہ ایک غیر معمولی بچہ ہوگا۔ حضرت سیّد کبیر رحمۃ اللہ علیہ ابھی شادی نہیں کرنا چاہتے تھے مگر بزرگ کی ہدایت کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ارادہ بدل گیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بعض بے تکلف دوستوں کے سامنے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا۔ پھر یہ خبر اڑتے اڑتے اس وقت ہرات کے بادشاہ کے کانوں تک بھی پہنچی اور اس نے اپنی عفیفہ بیٹی کا نکاح آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کر دیا۔''

لب تاریخ کی روایت کے مطابق ہرات کے بادشاہ نے بھی ایک خواب دیکھا تھا اور اسے خواب میں ہدایت کی گئی تھی کہ وہ اپنی بیٹی کا عقد حضرت سیّد کبیر رحمۃ اللہ علیہ سے کر دے۔ الغرض یہ شادی ہوگئی اور پھر حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ اس جہانِ فانی میں تشریف لائے۔ لب تاریخ کے مؤلف نے بادشاہ اور اس کی بلند کردار بیٹی کے نام تحریر نہیں کئے ہیں۔

کتب سیر میں منقول ہے کہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ جب والدہ کے پیٹ میں موجود تھے تو ان کو ایک رات حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کی زیارت ہوئی اور انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ سے فرمایا:

''میری بیٹی! میں تم کو یہ بشارت دیتی ہوں کہ تمہارا فرزند اللہ عزوجل کا محبوب اور اس کی مخلوق کا برگزیدہ اور مشہور قلندر ہوگا اور اس کی ذات سے اللہ عزوجل بے شمار گنہگاروں کی توبہ قبول کرے گا۔ میری بیٹی! جب وہ پیدا ہو تو اس کے دونوں کانوں میں بلند آواز سے کلمہ طیبہ کہنا اور اپنے فرزند کو میرا اسلام کہنا۔''

چنانچہ جب حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ نے حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کے فرمان کے مطابق عمل کیا اور یہ یقین کر لیا کہ میرا فرزند

اللہ عزوجل کا محبوب اور اس کے دین کا خیر خواہ ہوگا۔

ویرانی دل حالِ زبوں ، دیدۂ پر نم
خاموش ہیں لیکن لب اظہار بہت ہیں
فیضانِ جنوں سے ہمیں آساں نظر آئے
وہ مرحلے جو عشق میں دشوار بہت ہیں

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک جب چھ برس ہوئی تو ایک دن آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار نے غور سے اپنے بیٹے کے نقش و نگار دیکھے۔ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی صورت ہو بہو اسی بچے سے ملتی تھی جسے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دو مرتبہ خواب میں دیکھا تھا۔

''قلندر نامی سندھی'' کے مصنف حکیم فتح محمد سیوہانی کے مطابق حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ ولادت اور تاریخ وصال ذیل کے مصرعوں سے بخوبی عیاں ہوتی ہے۔

بدر کن رنج از فلک کرامت

ولادت تاریخ ۵۳۸ھ

سن عمرش ''ولی اللہ'' وفاتش

مبارک عمر ۱۱۲ھ

سروش غیب می گوید ''برحمت''

وفات تاریخ ۶۵۰ھ

اس کے مطابق آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۵۳۸ھ نکلتا ہے۔
بستان العارفین صہ ۳۳ کے مطابق بھی یہی سن ولادت ہے۔
جبکہ لب تاریخ سندھ صہ ۴ کے مطابق ۵۷۳ھ بمطابق ۱۱۷۷ء ہے۔

Marfat.com

تذکرہ صوفیائے سندھ اردو صہ ۱۹۹ پر اعجاز الحق قدوسی نے لب تاریخ سندھ کے سن ولادت کو درست قرار دیا ہے۔

ہے تجھ کو اختیار مٹا دے کہ شاد کر
تیرا ہی گھر ہے یہ دلِ سوزاں کہیں جسے

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ مبارک پر اس قدر حسن و جمال تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیشانی کے نور سے چودہویں کے چاند کی چاندنی بھی مات ہوتی تھی۔ تبریز اور آذربائیجان سے ۴۰ میل کے فاصلے پر مروند واقع ہے۔ اس میں ایک قلعہ اور خوبصورت مسجد ہے اور مروند کو چاروں طرف سے باغات نے گھیرا ہوا ہے۔ انہی باغات مسجد اور دیگر تاریخی جگہوں پر روحانیت کے اس پروانے نے اپنی زندگی کے ابتدائی دن گزارے اور ریاضت و ولایت کی منازل طے کرتا ہوا ایک دن شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے روشن ہوا جس کی ضوفشانی سے آج سیہون شریف منور اور تاباں ہے۔

Marfat.com

ابتدائی تعلیم و تربیت

جس نام کے صدقے میں ملی دولت کونین
وہ نام مرے صل علیٰ وِرد زباں ہے

کتب سیر میں منقول ہے کہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا رجحان بچپن ہی سے دینی علوم کی جانب تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو علم حاصل کرنے کا بے حد شوق تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس شوق کی خاطر بے پناہ محنت بھی کی۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک ابھی چند برس تھی کہ والدین نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو گاؤں کی مسجد میں ابتدائی دینی تعلیم کے حصول کی غرض سے بھیجنا شروع کردیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بہت زیادہ پیار کرتی تھیں اور چاہتی تھیں کہ ان کا بیٹا دینی علوم میں مہارت حاصل کرے اور اسی لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ابتدائی تعلیم کے لئے اپنے گاؤں کی مسجد میں بھیجنا شروع کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ بھی بہت تیز تھا اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سات سال کی عمر میں ہی قرآن مجید حفظ کرلیا اور اس میں بے پناہ مہارت حاصل کر لی۔ علاوہ ازیں چھ برس کی عمر میں ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ دین کے چیدہ چیدہ مسائل مثلاً نماز، روزہ اور طہارت کے بارے میں مکمل طور پر آگاہی حاصل کر چکے تھے۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے اس عرصہ کے دوران ابتدائی علوم کے علاوہ عربی اور فارسی زبان میں بھی مہارت حاصل کر لی اور اس زمانہ کے نامور لوگوں سے اپنی

خداداد صلاحیتوں کا اعتراف بھی کروایا اور شاباشی بھی پائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ابتدائی زمانہ سے ہی دنیا بھر میں شہرت تام حاصل کر لی۔

دل میں ہے عشق تو آنکھوں میں نشہ سر میں سرور
گھر کے آنگن کی مہک گھر کے در و بام میں ہے

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت کا یہ عالم تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب ملتان تشریف لائے تو اس زمانہ میں وہاں کا حاکم دہلی کے حاکم غیاث الدین بلبن کا بیٹا سلطان محمد تھا جو عالموں' عارفوں اور عابدوں کا بے حد معتقد اور قدردان تھا۔ جب اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آمد کی خبر سنی تو وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تعظیم بجالایا اور تحائف دینے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ملتان میں قیام کی درخواست کی۔ اس سے بیشتر اس نے حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ملتان آنے کی درخواست کی تھی لیکن وہ اپنی ضعیفی کی وجہ سے ملتان نہ آسکے تھے اور معذرت کے خط کے ساتھ انہوں نے اپنی ایک کتاب بھی روانہ کی تھی جس میں اپنے اشعار اپنے ہاتھ سے رقم کئے تھے۔ غیاث الدین بلبن ۶۸۳ھ بمطابق ۱۲۸۵ء میں مغلوں سے لڑائی کے دوران مارا گیا۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان محمد کی درخواست کو یہ کہہ کر رد کر دیا کہ یہاں پہلے سے ہی سلسلہ عالیہ سہروردیہ کے نامور بزرگ شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ رشد و ہدایت کا فریضہ انجام دینے کے لئے موجود ہیں۔

مشہور مؤرخ برٹن وار سندھ ریس صہ ۱۹۳ میں لکھتا ہے:

''ملتان میں حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے قیام کے دوران غیاث الدین نے سماع کی ایک عربی محفل کا اہتمام کیا اور اس محفل میں حضرت غوث بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند عارف باللہ حضرت شیخ صدر الدین عارف رحمۃ اللہ علیہ بھی موجود تھے۔ اس محفل

میں حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت صدر الدین عارف رحمۃ اللہ علیہ دونوں ہی عالم وجد میں رقص کرنے لگے۔ خود حاکم ملتان کا بھی یہی حال تھا۔''

اس واقعہ سے بھی یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ عربی زبان کے بھی ماہر تھے جس کی وجہ سے عربی عبارت کے سرور کی روح تک جا پہنچے اور جہاں تک فارسی کا تعلق ہے تو اس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دسترس اور رسائی کا اندازہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فارسی کلام سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

بحوالہ موج کوثر از شیخ اکرم:

''حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عالم تھے لسانیات اور صرف ونحو میں مہارت رکھتے تھے۔ ۱۸۵۲ء میں صرف ونحو کی جو کتب مروج تھیں مثلاً ''میزان الصرف'' اور ''صرف صغیر'' وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی سے منسوب تھیں۔''

سعادتِ بیعت

ترے سینے میں ہے پوشیدہ رازِ زندگی کہہ دے
مسلماں سے حدیث سوز و سازِ زندگی کہہ دے

مصنف مآثر الکرام کے مطابق:

"جب حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ سن بلوغت کو پہنچے تو بابا ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کی سعادت حاصل کی اور بابا ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ، شیخ جمال مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔"

مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف "نفحات الانس" سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ نجیب الدین علی بن برغش شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر شیخ ابراہیم مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نامی ایک بزرگ گزرے ہیں۔ شیخ نجیب الدین کا وصال ۶۷۸ھ میں ہوا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ وہی بابا ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ ہوں گے۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے سیاحت کے دوران دنیا کے گوشہ گوشہ کا سفر کیا اور بے شمار بزرگانِ دین سے شرفِ نیاز حاصل کیا۔ فیض و برکات کی دولتوں سے اپنا دامن مراد بھرا اور پھر مکہ معظمہ پہنچے وہاں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر حاضری کی سعادت حاصل کی۔ یہاں سے آپ رحمۃ اللہ علیہ مشہد اقدس پہنچے اور حضرت سیّد امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ اقدس پر حاضری دی یہاں پر ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات حضرت بابا ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بابا

Marfat.com

ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر بیعت کی اور پھر پیر و مرشد کی ہدایت کے مطابق آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سال سخت ریاضت و مجاہدہ کیا اور خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے پھر انہی کے حکم پر آپ رحمۃ اللہ علیہ برصغیر پاک و ہند میں وارد ہوئے اور سیہون شریف کو اپنا مستقل ٹھکانہ بنایا۔

حضرت بابا ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کتب سیر میں منقول ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں ایک پتھر رکھا ہوا تھا جس کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کئی مرتبہ ہاتھ میں اٹھاتے تھے اور پھر رکھ دیتے تھے۔ یہ وہی پتھر ہو جو حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کو مرشد پاک کی طرف سے عطا ہوا اور ''گلو بند'' کے نام سے مشہور ہوا۔

مصنف مآثر الکرام نے حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہونے کے سلسلہ میں ایک روایت اس طرح بھی بیان کی ہے:

''ایک رات حضرت ابراہیم ولی رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ ایک خوبرو جوان سرخ لباس میں بیٹھا ہوا ہے انہیں کشف کے ذریعے معلوم ہوا کہ یہ سیّد عثمان (رحمۃ اللہ علیہ) ہے یہ معلوم ہونے کے بعد بابا ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی اور حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ باطنی اشارے کے مطابق قلندری طریقت پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے ایک سال کی خدمت میں رہ کر درجہ کمال کو پہنچے اور خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔ بابا ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ایک سنگ مقبول عطا کیا جسے اب گلوبند کہا جاتا ہے جو بابا ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے مرشد حضرت سیّد جمال مجدد رحمۃ اللہ علیہ سے ملا تھا۔ یہ گلوبند آج بھی حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک میں لٹکا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پیر و مرشد سے بادام کی

Marfat.com

ایک عصا بھی عطا ہوئی تھی جو اب بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک میں جانب شمال رکھی ہوئی ہے۔''

ایک اور روایت کے مطابق یہ دونوں چیزیں حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے بغداد میں سیّد علی رحمۃ اللہ علیہ کو دی تھیں اور وہ ہی ان کو سیہون شریف لائے تھے۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ یہ چیزیں دراصل حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی ہیں اور دست بدست حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچیں اور ان چیزوں کا شہید کربلا امام عالی مقام حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ تک پہنچنے کے سلسلے میں بھی مختلف روایات بیان کی جاتی ہیں۔

ایک روایت یہ بھی ہے یہ گلوبند حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی اسیری کی یادگار ہے جب یزیدی فوج نے آپ رضی اللہ عنہ کو پابند سلاسل کیا تھا تو یہ گلوبند اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کے گلے میں طوق کے طور پر ڈال دیا گیا تھا۔

ایک اور روایت کے مطابق یہ حجر اسود کا ٹکڑا ہے جو شہید کربلا امام عالی مقام حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے آباؤ اجداد سے ملا تھا اور یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کو اور ان کے بعد دست بدست حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچا تھا۔

Marfat.com

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا روحانی سلسلہ

خیر المجالس میں حمید شاعر لکھتے ہیں کہ حضرت نصیر الدین محمود چراغ شاہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''سیّد جمال شاہ رحمۃ اللہ علیہ ایک مدت تک مصر میں مفتی رہے۔ اہل مصر ان کو کتاب خانہ رواں کہتے تھے۔ جو بھی مشکل مسئلہ ہوتا تھا وہ اس کا جواب دیتے تھے اور ہرگز کسی کتاب کو نہیں دیکھتے تھے اچانک ان پر ایسا جذبہ اور حال طاری ہو گیا کہ وہ داڑھی اور مونچھ منڈوا کر قبرستان میں چلے گئے اور ایک چادر اوڑھ کر قبلہ کی طرف رخ کر کے متحیر اور دیوانہ وار آنکھیں جانب آسمان لگائے ہوئے بیٹھ گئے۔''

بعض تاریخوں میں درج ہے کہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و مرشد حضرت بابا ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ' حضرت سیّد جمال شاہ مجرد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے یہ بڑی محرومی ہے کہ کسی سیرت نگار نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد حضرت بابا ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے تفصیلی حالات تحریر نہیں کئے

اور یہی کچھ معاملہ حضرت سیّد جمال شاہ مجرد رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ ان کے متعلق بھی کسی مؤرخ نے یہ نہیں لکھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کون تھے اور کس جگہ پر مقیم تھے؟

''الشہباز'' کے مصنف جلیل سیوہانی ہیں اور اس کتاب پر سن اشاعت موجود نہیں اس لئے اس کے مستند ہونے پر بھی شبہ ظاہر کیا جاتا ہے اس میں جلیل سیوہانی نے بے شمار تاریخی واقعات بیان کئے ہیں آپ لکھتے ہیں کہ حضرت بابا ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہونے لگا تو حضرت بابا ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

> ''تم اپنی منزل کو آسان کرنے کی غرض ہندوستان چلے جاؤ اور وہاں پہنچ کر ہمارے ایک مرید سیّد جمال شاہ مجرد رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی امانت حاصل کرو۔''

جلیل سیوہانی نے الشہباز میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ سیّد جمال شاہ مجرد رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان میں سکونت پذیر تھے مگر کس شہر میں مقیم تھے؟ اس کا حوالہ کسی کتاب میں نہیں ملتا۔ جلیل سیوہانی لکھتے ہیں کہ میری ناقص معلومات کے مطابق سیّد جمال شاہ مجرد رحمۃ اللہ علیہ نام کا کوئی صوفی ہندوستان میں پیدا نہیں ہوا اور نہ ہی انہوں نے کسی دوسرے ملک سے ہجرت کر کے سرزمین ہندوستان کو کوئی رونق بخشی۔ پھر ہم سیّد جمال شاہ مجرد رحمۃ اللہ علیہ کو کہاں تلاش کریں؟ اور اگر بالفرض ہم حضرت سیّد جمال شاہ مجرد رحمۃ اللہ علیہ کو نظر انداز کر دیں تو پھر حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کو سمجھنے سے قاصر رہیں گے۔ یہ اس دنیا کا ایک معروف کلیہ ہے کہ شاگرد اپنے استاد کے حوالے سے پہچانا جاتا ہے۔ دیگر علوم و فنون میں عموماً اور صوفیت میں خصوصاً سلسلہ روحانی کا جاننا ضروری ہوتا ہے کہ فلاں صوفی تصوف کے فلاں خانوادے سے تعلق رکھتا ہے؟ اس میں کوئی شک نہیں کہ چند بزرگ مادرزاد ولی پیدا ہوئے مگر آگے چل کر انہیں بھی کسی مرشد کامل کی ضرورت محسوس

ہوئی ہے۔

بیشتر محققین کی تحقیق کے مطابق حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد اول حضرت بابا ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ ہیں مگر بدقسمتی سے کسی مستند تاریخ میں ان کے حالات زندگی ہمیں نظر نہیں آتے۔ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے مرشد حضرت شیخ سیّد جمال شاہ مجرد رحمۃ اللہ علیہ ہیں جنہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی تربیت کو تکمیل تک پہنچایا۔

''سوانح لعل شہباز قلندر'' کے مصنف مختار احمد کاشف نے مفتی غلام سرور لاہوری کی مشہور تصنیف ''خزینۃ الاصفیاء'' کے حوالے سے تحریر کیا ہے:

> ''حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ ' حضرت سیّد جمال شاہ مجرد رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے اور حضرت سیّد جمال شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت بابا ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے شرفِ ارادت حاصل تھا۔''

خزینۃ الاصفیاء کے حوالے سے بھی یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ حضرت سیّد جمال شاہ مجرد رحمۃ اللہ علیہ کون تھے؟

حضرت سیّد نصیر الدین چراغ شاہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور تصنیف ''خیر المجالس'' میں تحریر کرتے ہیں:

> سیّد جمال ساوَجی رحمۃ اللہ علیہ ایک طویل مدت تک مصر میں مفتی کے عہدے پر فائز رہے مصر کے باشندے حضرت ساوَجی رحمۃ اللہ علیہ کو کتب خانہ رواں یعنی چلتی پھرتی لائبریری کہا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ اس قدر قوی تھا کہ کھڑے کھڑے مشکل سے مشکل سوال کا جواب دیتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حوالہ پیش کرتے وقت بھی کبھی کتاب کھول کر نہیں دیکھی۔ علماء نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بارہا آزمایا مگر ہر مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا جواب درست پایا۔ پھر ایک دن

Marfat.com

حضرت جمال ساوَ جی رحمۃ اللہ علیہ پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوئی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے داڑھی مونچھ منڈوا دیں اور قبرستان میں جا کر بیٹھ گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک متقی اور پابند صوم وصلوٰۃ انسان تھے مگر جب آپ رحمۃ اللہ علیہ پر جذب کی کیفیت طاری ہوئی تو دنیا کے رسم و رواج کے ساتھ ساتھ نمازیں بھی چھوٹ جاتیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اس طرح قبرستان میں گوشہ نشین ہو جانا معمولی بات نہیں تھی۔ کچھ دن جب علمائے مصر نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی مجلسوں سے غیر حاضر پایا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں اور متعلقین سے دریافت کیا کہ شیخ جمال ساوَ جی رحمۃ اللہ علیہ کہاں ہیں؟ انہوں نے روتے روتے اپنے شیخ کی حالت بیان کی اور کہا وہ آج کل قبرستان کے سناٹوں میں رہتے ہیں اور اپنے قریبی دوستوں تک کو نہیں پہچانتے۔ علمائے مصر نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا حال سنا تو وہ حیران رہ گئے۔ پھر مصر کے سب سے بڑے عالم جو ''ملک العلماء'' کہلاتے تھے اپنے ہمراہ علمائے ظاہر کی ایک جماعت لے کر قبرستان پہنچے اس وقت حضرت سیّد جمال مجرد ساوَ جی رحمۃ اللہ علیہ قبلہ رخ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور ایسا محسوس ہوتا تھا کہ جیسے کسی خاص منظر کے مشاہدے میں گم ہیں۔ ملک العلماء نے باآواز بلند سلام کیا مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر دوسرے علماء نے مسنون طریقے کے مطابق سلام کیا لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے سلام کا بھی کوئی جواب نہیں دیا بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جسم کو حرکت تک نہ ہوئی۔ ملک العلماء نے سوچا کہ ہوسکتا ہے ساوَ جی! جان بوجھ کر علماء کی جماعت

کو نظر انداز کر رہے ہیں۔ اس لئے اس بار آپ رحمۃ اللہ علیہ کو جھنجھوڑا گیا مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کیفیت میں کوئی فرق نہیں آیا۔ علمائے مصر کی جماعت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اس لئے پہنچی تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا احتساب کر کے دوبارہ نماز اور دیگر مذہبی امور کی تلقین کرے گی۔ ملک العلماء کا خیال تھا کہ حضرت سیّد جمال ساوَجی رحمۃ اللہ علیہ احتساب سے بچنے کے لئے خود کو فاتر العقل اور دیوانہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہ اس سوال کا جواب پانے کے لئے بے چین تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ غیر مسلموں کا سا حلیہ کیوں بنایا ہے اور نماز کیوں ترک کر دی ہے؟ ملک العلماء نے آخری مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اس حلیہ اور کیفیت کی وجہ دریافت کی اور پھر اپنے سوال کو تین مرتبہ دہرایا مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی تاثر قبول نہیں کیا نہ ہی پلکیں جھپکائیں اور نہ ہی اپنی نشست کا زاویہ تبدیل کیا۔ آخر ملک العلماء نے سزا کے طور پر رانگ کو پگھلا کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حلق میں ڈال دینے کا فتویٰ جاری کر دیا۔ الغرض رانگ کو پگھلایا گیا اور پھر زبردستی حضرت سیّد جمال شاہ مجرد ساوَجی رحمۃ اللہ علیہ کے حلق میں وہ رقیق دھات ڈال دی گئی۔ علماء کی جماعت کو یقین تھا کہ اس تکلیف دہ سزا سے آپ رحمۃ اللہ علیہ چیخ اٹھیں گے مگر اس وقت حاضرین کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب آپ رحمۃ اللہ علیہ اسی طرح ساکت بیٹھے رہے، پگھلا ہوا سیسہ حلق سے اتر گیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اف تک نہ کی۔ یہ ایک ولی کی قوتِ برداشت اور مشاہدہ حق میں محویت کی اعلیٰ ترین مثال تھی۔ اس واقعے کا دوسرا حیرت انگیز اور ناقابل یقین پہلو یہ

Marfat.com

تھا کہ پگھلی ہوئی دھات نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کوئی گزند نہیں پہنچایا تھا
بالآخر ملک العلماء اپنے ساتھیوں کے ہمراہ یہ کہتے ہوئے چلا گیا
کہ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو اب اللہ ہی ان کے معاملات کو
درست کرسکتا ہے۔''

مشہور صوفی سیاح حضرت حامد بن فضل اللہ جمال رحمۃ اللہ علیہ دورانِ سیاحت جب مصر پہنچے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیّد جمال ساوجی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق معلومات جمع کیں اور انہیں اپنی تصنیف سیر العارفین میں تحریر فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''یہ احقر جب اس مقام مقدس پر پہنچا تو میں نے اس علاقے کے علماء اور دیگر اکابرین کی زبانی جو معتبر تھے یہ سنا کہ حضرت سیّد جمال شاہ رحمۃ اللہ علیہ ایک طویل عرصہ تک مصر میں مقیم رہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بہت خوبصورت اور نہایت باکمال انسان تھے۔ صاحب جمال ہونے کی وجہ سے مصر کے لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ''یوسف ثانی'' کہتے تھے۔ پھر ایک دن ایسا واقعہ پیش آیا کہ جس نے حضرت سیّد جمال شاہ مجرد رحمۃ اللہ علیہ کی دنیا ہی بدل ڈالی جس طرح عزیز مصر کی بیوی زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام پر عاشق ہو کر تمام اخلاقی حدود سے گزر گئی تھی بالکل اسی طرح امرائے مصر میں سے ایک مشہور رئیس کی بیوی حضرت سیّد جمال شاہ مجرد رحمۃ اللہ علیہ کے حسن پر فریفتہ ہوگئی تھی۔ اس بے حیاء عورت نے شرم و حیا کو بالائے طاق رکھ دیا تھا اور بے حجابانہ حضرت سیّد جمال شاہ مجرد رحمۃ اللہ علیہ کی عبادت و ریاضت میں خلل پیدا کرنا شروع کر دیا۔''

حضرت سیّد جمال شاہ ساوجی رحمۃ اللہ علیہ کو مجرد اس لئے کہتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

نے شادی نہیں کی تھی۔

''خزینۃ الاصفیاء'' کے مصنف مفتی غلام سرور لاہوری لکھتے ہیں:

''حضرت سیّد جمال شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد حضرت بابا ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی رشتہ ازدواج قائم نہیں کیا تھا اور ساری زندگی تجرد کے عالم میں ہی بسر کی تھی اور اپنے پیشواؤں کے اسی دستور پر عمل کرتے ہوئے حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی شادی نہیں کی اور عمر عزیز اپنے سلسلہ روحانی کی تبلیغ میں گزار دی تھی۔''

ان تمام روایتوں کا تجزیہ کرنے کے بعد یہ پتہ چلتا ہے کہ حضرت سیّد جمال شاہ مجرد رحمۃ اللہ علیہ ہی حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے حقیقی مرشد تھے۔

علامہ فقیر محمد جاوید قادری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت سیّد جمال شاہ مجرد رحمۃ اللہ علیہ کے نام کے ساتھ لفظ ''ساوٴ جی'' تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام حضرت سیّد جمال ساوٴ جی رحمۃ اللہ علیہ تھا جو بعد میں بگڑتے بگڑتے ساوٴ جی سے ''شاہ'' ہو گیا اور اب آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام حضرت سیّد جمال شاہ مجرد رحمۃ اللہ علیہ لکھا جاتا ہے۔

حضرت سیّد جمال شاہ مجرد رحمۃ اللہ علیہ ایک دن کیلئے بھی ہندوستان تشریف نہیں لائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے آخری ایام ''دمیات'' میں گزارے اور اسی مقام پر آسودۂ خاک ہوئے۔ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت سیّد جمال شاہ مجرد رحمۃ اللہ علیہ سے فیض روحانی حاصل کرنے کے لئے ''دمیات'' میں ہی حاضر ہوئے تھے۔

''سیر العارفین'' میں حامد بن فضل اللہ جمال نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام سیّد جمال الدین ساوٴ جی رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق تحریر کیا ہے:

''مصر میں ایک عالم تھے جب ان کو خبر ہوئی کہ سیّد جمال الدین ساوٴ جی رحمۃ اللہ علیہ کو ایسی حالت ہو گئی کہ داڑھی مونچھ منڈوا کر اور

Marfat.com

تارک الصلوٰۃ ہو کر بے ہوش و مبہوت بیٹھتے ہیں۔ وہ عالم جو مصر کے ملک العلماء تھے علمائے ظاہر کی ایک جماعت کے ہمراہ مصر سے ان کی عیادت کے لئے گئے انہوں نے حضرت سیّد جمال رحمۃ اللہ علیہ کو اس حالت میں دیکھا تو حکم دیا کہ رانگ رام کر کے ان کے حلق میں ڈالو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا مگر کچھ اثر نہ ہوا۔''

حامد بن فضل اللہ جمال لکھتے ہیں:

''جب میں اس مقام پر پہنچا تو میں نے اس علاقے کے اکابر سے سنا کہ حضرت سیّد جمال شاہ مجرد رحمۃ اللہ علیہ ایک عرصہ تک مصر میں ہی رہے۔ وہ بہت خوبصورت اور نہایت ہی باکمال تھے۔ جس طرح زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام پر عاشق ہو گئی تھی اس طرح مصر کے امراء میں سے ایک رئیس کی بیوی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حسن پر فریفتہ ہوگئی اور اکثر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عبادت میں خلل انداز ہونے لگی چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ آدھی رات کے وقت مصر سے فرار ہو کر مقامِ دمیات پہنچے جو وہاں سے سات آٹھ روز کی مسافت پر ہوگا۔ اس زمانہ میں وہ مقام حضرت یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے وقت سے ویران تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ وہاں گوشہ نشین ہو گئے اور دعا کی کہ اے پروردگار! یہ حسن میرے لئے فتنہ بن گیا ہے اس کو تبدیل کر دے کہ کسی کی رغبت میری طرف نہ ہو۔ اس دعا کے بعد جب انہوں نے اپنا دست مبارک اپنے چہرے پر ملا تو ان کی مونچھیں، داڑھی اور بھنویں سب گر گئیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس عورت کو جو آپ رحمۃ اللہ علیہ پر عاشق تھی کو اپنے پاس بلایا اور جب اس عورت نے یہ خبر سنی تو بے سروپا

Marfat.com

دوڑی۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس حال میں دیکھا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے منہ پھیر لیا اس طرح حضرت سیّد جمال شاہ مجرد رحمۃ اللہ علیہ نے اس عورت سے رہائی پائی۔ حضرت سیّد جمال شاہ مجرد رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد جو درویش بھی ان کا قائم مقام ہوا اس نے بھی داڑھی مونچھ اور بھنویں منڈوالیں اور وہی صورت اور لباس اختیار کیا۔"

حضرت سیّد جمال شاہ مجرد رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے صاحب سیر العارفین نے بابا احمد اندربوسی اور سیّد عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہم کے نام بیان کئے ہیں۔ آپ نے بابا احمد اندربوسی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھا ہے:

"اندربوس سرزمین افریقہ میں ایک شہر ہے احمد جوالق پوش حضرت سیّد جمال شاہ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے ایک مرید تھے۔ دمیات میں جہاں حضرت سیّد جمال شاہ مجرد رحمۃ اللہ علیہ کا روضہ مبارک ہے ان کا تکیہ تھا۔ میں اندربوسی میں پانچ ماہ رہا اور سیّد جمال شاہ مجرد رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے دمیات گیا اور پندرہ روز تک اس جگہ مقیم رہا۔"

حضرت سیّد عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق جمال دہلوی لکھتے ہیں:

"آپ رحمۃ اللہ علیہ موصل کے رہنے والے تھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ پاک اور حج بیت اللہ کی سعادت سے مشرف ہونے کے بعد مصر پہنچے اور وہاں سے دمیات کے علاقے میں آئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیّد جمال شاہ مجرد رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر بابا احمد اندربوسی رحمۃ اللہ علیہ سے قلندروں کا لباس پہنا۔ اس کے بعد حضرت

Marfat.com

غوث بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں اپنے خرقہ خاص سے مشرف کیا اور چند روز تک اپنی صحبت میں رکھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت غوث بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت سیّد جمال شاہ مجرد رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بتایا کہ انہوں نے اپنی داڑھی مونچھ اور بھنویں اپنے اختیار سے صاف نہیں کرائی تھیں بلکہ وہ ازخود گر گئی تھیں۔''

جمال دہلوی نے حضرت سیّد عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک کے متعلق لکھا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ پاک قصبہ نائن میں ہے جو یزد اور اردستان کے درمیان واقع ہے۔ جمال دہلوی کہتے ہیں کہ میں خود وہاں گیا تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک کی زیارت کی سعادت حاصل کی تھی۔

داڑھی وغیرہ صاف کرانے کی رسم:

داڑھی وغیرہ صاف کرانے کی رسم حضرت سیّد جمال شاہ مجرد رحمۃ اللہ علیہ کی وجہ سے رائج ہوئی اور جب بھی کوئی قلندری طریقت میں داخل ہوتا وہ داڑھی مونچھ بھنویں اور سر صاف کرواتا ہے اور یہ رسم آج تک موجود ہے۔

روحانی سلسلہ:

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ روحانی میں بھی شدید اختلاف پایا جاتا ہے۔

''قلندر نامہ'' کے مصنف حکیم فتح سیوہانی دعویٰ کرتے ہیں:

''حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ روحانی حضرت سیّدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔''

Marfat.com

حکیم فتح سیوہانی کے نزدیک حضرت سیّد جمال شاہ مجرد رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سیّد شیخ علی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے اور حضرت سید شیخ علی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سیّدنا امام موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے تھے۔ اس روحانی سلسلے میں حضرت بابا ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کا نام کہیں بھی موجود نہیں ہے۔

کئی سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ قادریہ سے تعلق رکھتے تھے۔

''تذکرۃ الفقراء'' کے مطابق:

''حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ طریقت حضرت سیّد جمال شاہ مجرد رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بابا ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مرتضیٰ سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے سے حضرت احمد بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے اور حضرت احمد بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، حضور غوث اعظم حضرت سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ تھے۔''

اس روحانی سلسلے میں حضرت بابا ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی موجود ہے اور حضرت سیّد جمال شاہ مجرد رحمۃ اللہ علیہ کو ان کا مرید ظاہر کیا گیا ہے۔ اس تحقیق میں قابل اعتراض پہلو یہ ہے کہ سلسلہ عالیہ قادریہ اور سلسلہ عالیہ قلندریہ میں بظاہر کوئی نسبت نہیں ہے۔ دونوں سلسلے طریق سلوک کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف اور جدا ہیں۔

اکثر محققین کی رائے کے مطابق سلسلہ عالیہ قلندریہ کے بانی حضرت سیّد جمال شاہ مجرد رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اس طرح اپنے بزرگوں کے واسطے سے حضرت سیّد جمال رحمۃ اللہ علیہ کو تو سلسلہ عالیہ قادریہ سے نسبت ہوسکتی ہے مگر حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ براہِ راست حضور غوث اعظم حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ روحانی میں شامل نہیں ہو سکتے۔ جب طریقہ و مسلک اور تعلیم بدل جائے تو ایک سلسلہ دوسرے سلسلہ سے جدا

Marfat.com

ہو جاتا ہے اور مختلف حیثیت اختیار کر لیتا ہے۔

بعض تذکرہ نگاروں کے مطابق حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ' شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔

اس کے علاوہ کئی تذکرہ نگاروں نے حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ طریقت قادری بتایا ہے۔

''تذکرۃ الفقراء'' میں داراشکوہ کا جو شجرہ ہے وہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے سے حضور غوث اعظم حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تک اس طرح بیان کیا گیا ہے:

''داراشکوہ مرید ملا شاہ بدخشی مرید میاں میر سیوھانی مرید حضرت خضر سیوستانی مرید شاہ سکند مرید خواجہ خانی مرید سیّد علی قادری مرید حضرت مخدوم سیّد عثمان شہباز قلندر مرید شاہ جمال مجرد مرید شیخ ابو اسحاق ابراہیم مرید مرتضٰی سبحانی مرید حضرت احمد بن مبارک مرید حضرت شیخ سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہم۔''

اس طرح بعض محققین نے حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ حضور سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ملایا ہے۔

میر کال الدین دیوان حافظ کی شرح میں لکھتے ہیں:

''حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ امیر المومنین تک پہنچتا ہے۔''

Marfat.com

سیر و سیاحت

علم فقیہ و حکیم ، فقر مسیح و کلیم
علم ہے جویائے راہ ، فقر ہے دانائے راہ
فقر مقامِ نظر ، علم مقامِ خبر
فقر میں مستی ثواب ، علم میں مستی گناہ

حضرت بابا ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے خرقہ حاصل کرنے کے بعد حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ ایک طویل عرصہ تک سیر و سیاحت کرتے رہے۔ دورانِ سیاحت بے شمار اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم سے ملاقاتیں کیں اور بہت سے اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کے مزارات پر حاضری کا بھی شرف حاصل کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے وطن مروند سے عراق تشریف لے گئے اور وہاں سے ایران تشریف لے گئے اور حضرت سیّدنا امام رضا رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی۔ یہاں سے آپ رحمۃ اللہ علیہ پھر عراق تشریف لائے اور سب سے پہلے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ مبارک پر حاضری دی اور قیام فرمایا۔ اس کے بعد حضور غوث اعظم حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ اقدس پر حاضری دی۔ بارگاہِ غوثیہ سے حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے روحانی فیوض و برکات حاصل کئے۔ یہاں پر حاضری کے دوران ایک وقت ایسا آیا کہ خواب میں حضور غوث اعظم حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جلوہ فرما ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بغداد سے مکہ معظّمہ اللہ کے گھر جانے کا حکم دیا۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ اسی وقت ''حرمین شریفین'' کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے۔ بغداد سے حجاز تک آپ رحمۃ اللہ علیہ نے باپیادہ سفر کیا اور راستے میں مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کا شرف بھی حاصل کیا۔ اس سفر کے دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات مشہور صوفی بزرگ حضرت سیّد جلال الدین سرخ بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی۔

حضرت سیّد جلال الدین سرخ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ میں یہ قدر مشترک تھی کہ دونوں سیّد زادے تھے' دونوں طالبان راہِ حق تھے اور دونوں ہی سرخ لباس پہنتے تھے۔

حضرت جلال الدین سرخ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت لال شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ عرصہ دراز تک مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں مقیم رہے۔ ان مقاماتِ مقدسہ پر دونوں بزرگوں نے مل کر سخت ریاضتیں اور مجاہدے کئے۔

پھر حضرت جلال الدین سرخ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ بخارا تشریف لے گئے۔ یہاں ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ بعض روایتوں کے مطابق یہ دونوں بزرگ جب بخارا میں داخل ہوئے تو سرحد کے محافظ سپاہیوں نے پوچھا کہ آپ لوگ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں؟ جواب میں حضرت جلال الدین سرخ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''ہم سیّد ہیں اور بخارا کے علماء کی صحبتوں سے فیضیاب ہونے کے لئے آئے ہیں۔''

سپاہی دونوں بزرگوں کو حاکم بخارا کے دربار میں لے گئے۔ حاکم بخارا نے آپ دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا:

''تمہارے پاس اس دعوے کی کیا دلیل ہے کہ تم لوگ سیّد زادے ہو؟ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ بہت سے لوگ آلِ رسول ہونے

Marfat.com

کے دعویدار ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ اس زمین پر سیّد زادے بہت کم ہیں۔ کسی شخص کا زبانی دعویٰ اس کے سیّد ہونے کی دلیل نہیں بن سکتا۔''

حضرت جلال الدین سرخ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''پھر آپ کس طرح مطمئن ہو سکتے ہیں؟''

اس دوران حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ خاموش رہے۔

حاکم بخارا نے کہا:

''بیان کیا جاتا ہے کہ سیّد کو آگ نہیں جلاتی اگر تم لوگ آگ سے بھڑکتے ہوئے آلاؤ میں سے سلامتی کے ساتھ گزر جاؤ تو میں اس بات کو تسلیم کرلوں گا کہ تم دونوں سیّد زادے ہو۔''

حضرت جلال الدین سرخ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت پرجلال لہجے میں فرمایا:

''اے حاکم بخارا! تم آگ بھرکاؤ یہ سیّد زادہ اس امتحان سے گزرنے کے لئے تیار ہے۔''

الغرض حاکم بخارا کے حکم پر آگ روشن کر دی گئی پھر جب آگ کے شعلے پوری شدت کے ساتھ بھڑکنے لگے تو حضرت سیّد جلال الدین سرخ بخاری رحمۃ اللہ علیہ بسم اللہ پڑھ کر آگ میں داخل ہو گئے۔ انسانی ہجوم نے خوفزدہ ہو کر آنکھیں بند کر لیں۔ حاکم بخارا کے ساتھ ساتھ دیگر حاضرین کو بھی یقین تھا کہ آگ کے سرخ شعلے آن کی آن میں حضرت جلال الدین سرخ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو جلا کر خاک کر دیں گے۔ مگر اس وقت بخارا کے باشندوں کی حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہی جب انہوں نے حضرت جلال الدین سرخ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو آگ کے درمیان بالکل محفوظ پایا۔ کچھ دیر کے بعد حضرت جلال الدین سرخ بخاری رحمۃ اللہ علیہ زیر لب کچھ پڑھتے ہوئے باہر نکل آئے۔ حاکم بخارا نے برسر عام

حضرت جلال الدین سرخ بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے معافی مانگی اور اپنی بیٹی کا نکاح آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کر دیا۔ حاکم بخارا کی بیٹی سے شادی کے بعد حضرت سیّد جلال الدین سرخ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کچھ دنوں تک اسی تاریخی شہر میں سکونت پذیر رہے اور مختلف صاحبان معرفت سے کسب فیض کرتے رہے۔

ایک دن حضرت جلال الدین سرخ بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر جذب کی کیفیت طاری تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی حالت میں حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"سیّد! میں نے آسمان معرفت پر ایک شہباز کو اڑتے ہوئے دیکھا ہے اور وہ شہباز تم ہی ہو۔"

چند ماہ بعد حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جلال الدین سرخ بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت چاہی اور بخارا سے رخصت ہو کر روضہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لئے نجف اشرف حاضر ہوئے۔ ایک رات آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں خواب میں دیکھا کہ کوئی بزرگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کر کے کہہ رہے تھے:

"سیّد عثمان (رحمۃ اللہ علیہ)! تم بلا تاخیر کربلائے معلّٰی چلے آؤ وہاں تمہارے والد محترم مقیم ہیں اور تمہیں ملنے کے لئے بے قرار ہیں۔"

اس واقعے کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ جب حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ حرمین شریفین کی زیارت اور حصولِ علم کی غرض سے طویل سفر پر روانہ ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی حضرت سیّد کبیر رحمۃ اللہ علیہ کربلا معلّٰی تشریف لے گئے تھے۔ اب ان کا آخری وقت قریب آن پہنچا تھا اور وہ بیٹے کو یاد کر کے بہت روتے تھے۔ اسی دوران حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے عالم خواب میں بزرگ کی ہدایت سنی اور پھر دوسرے دن ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کربلا معلّٰی روانہ ہو گئے۔ حضرت سیّد کبیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قلندر بیٹے

Marfat.com

کو سینے سے لگایا اور وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

''اے فرزند! یہ دنیا دار الامتحان ہے۔ میں نے اپنے اللہ سے عمر بھر بس ایک ہی دعا کی ہے کہ وہ ذات پاک تمہیں ہر آزمائش میں ثابت قدم رکھے۔''

اس واقعے کے کچھ روز کے بعد ہی حضرت سیّد کبیر رحمۃ اللہ علیہ اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ حضرت سیّد کبیر رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کربلا معلیٰ سے سبزوار تشریف لے گئے۔ یہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و مرشد حضرت بابا ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سکونت پذیر تھے۔ اپنے مرید کو دیکھ حضرت بابا ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ بے قرار ہو گئے۔

''سیّد! تم سے ملاقات کے لئے ہی اللہ تعالیٰ نے مجھے زندہ رکھا تھا۔''

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ بھی آبدیدہ ہو گئے۔

''شیخ محترم! ابھی سالہا سال آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سایہ ہمارے سروں پر قائم رہے گا۔''

حضرت بابا ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

''نہیں سیّد! فرشتہ اجل میرے دروازے پر آن پہنچا ہے۔ بس اندر آنے کی دیر ہے۔''

یہ فرما کر حضرت بابا ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیر و مرشد کا خرقہ اور دیگر تبرکات حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے کئے اور فرمایا۔

''میرے پاس تمہارا جتنا خرقہ تھا تمہیں مل گیا جب میں دنیا سے گزر جاؤں تو تم جمال شاہ مجرد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونا

Marfat.com

وہی تمہاری تکمیل کریں گے۔"

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ مرشد کی جدائی کے تصور سے بہت ہی رنجیدہ و ملول تھے مگر وقت معلوم کسی کے ٹالے نہیں ٹلتا۔ چند روز کے بعد ہی حضرت بابا ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ بھی دارِ فنا سے دارِ بقا کی طرف کوچ کر گئے۔ والد گرامی سیّد کبیر رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد یہ دوسرا المناک سانحہ تھا جسے حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی شدت سے محسوس کیا۔ مختصر سے عرصے میں دو محبوب ترین ہستیوں سے بچھڑنا اور پھر ان صدمات کو برداشت کرنا آسان کام نہیں تھا مگر حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ منزل تسلیم و رضا کے مسافر تھے۔ اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسلام کے روایتی صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا۔ والد ماجد اور پیر و مرشد کے فراق میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھیں اشکبار تھیں مگر ہونٹوں پر شور و فغاں نہیں تھا۔

❁......❁......❁

Marfat.com

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی برصغیر پاک و ہند آمد

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ مکران کے راستے سندھ میں تشریف لائے اور تھوڑے دن سندھ میں قیام کے بعد اجمیر شریف میں خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے اجمیر شریف میں چالیس دن قیام کیا اور اس دوران خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک پر مراقبہ کیا اور روحانی فیوض و برکات سے مالا مال ہوئے۔

اجمیر شریف کے بعد حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ دہلی تشریف لے گئے اور یہاں پر سب سے پہلے قطب الاقطاب حضرت قطب الدین بختیار کاکی اوشی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی اور مراقبہ کیا۔ قطب الاقطاب حضرت قطب الدین بختیار کاکی اوشی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بے شمار فیوض و برکات سے نوازا۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ قطب الاقطاب حضرت قطب الدین بختیار کاکی اوشی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے حضرت بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضری کے لئے پانی پت روانہ ہوئے۔

Marfat.com

حضرت بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات

زندگی بھر عشق کی لو تیز رکھی چاہیے
تاکہ روشن جادۂ راہِ عدم ہوتا رہے

دہلی میں قطب الاقطاب حضرت قطب الدین بختیار کاکی اوشی رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے باطنی اشارہ پا کر حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ پانی پت حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرصہ تک ان کی صحبت سے فیضیاب ہوتے رہے اور حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت سے قلندری نسبت وطریقت کے بہت سے اسرار رموز آپ رحمۃ اللہ علیہ پر ظاہر ہوئے۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر حصولِ فیض کیا تو ایک دن حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

> ''اے عثمان (رحمۃ اللہ علیہ)! تم ہمارے دوست ہو تم سے ہمیں خصوصی لگاؤ ہے تمہاری منزل آسان ہو چکی ہے تمہارے راستہ میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے ہم ضرور تمہیں اس سرزمین پر رہنے کا حکم دیتے لیکن چونکہ اس علاقہ میں پہلے ہی بہت سے قلندر موجود ہیں اس لئے سرزمین سندھ کو تم جیسے قلندر کی سخت ضرورت ہے وہاں کے لوگوں کو تمہاری رہنمائی و رہبری کی حاجت ہے اس لئے بہتر یہی

Marfat.com

ہے کہ تم سندھ چلے جاؤ' سندھ وارد ہونے سے پہلے ملتان تشریف لے جانا اس کے بعد سندھ میں اپنے مستقل ٹھکانے کی تلاش میں نکل پڑنا اور سندھ کے لوگوں کو اپنے روحانی فیض سے نوازنا میں امید کرتا ہوں کہ سرزمین سندھ پر بسنے والے اللہ عزوجل کے بندے تمہاری صحبت سے ضرور فیضیاب ہونگے۔"

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ' حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے مشورہ کے مطابق پانی پت سے رخصت ہوئے اور براستہ لاہور ملتان میں تشریف لائے اور پھر وہاں سے سندھ کے علاقہ سیہون شریف تشریف لے گئے جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قیام کیا اور رشد و ہدایت کا فریضہ انجام دیا اور جہاں آج آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ مبارک مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔

بعض بوگس روایات:

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات اور ان کے درمیان مقابلے بازی کے بعض بوگس روایات "الشہباز" کے مصنف جلیل سیوہانی نے بیان کی ہے اور ہوسکتا ہے کہ شاید کسی شیخی کے ذریعے اپنی قابلیت کی دھاک بٹھانا مقصود ہے یا پھر اس ذریعہ سے حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی شان بڑھا کر ان کی نظروں میں کوئی مقام حاصل کرنا مقصود ہے جو کہ حصولِ فیض کے لئے ایک غلط سوچ ہے۔

جلیل سیوہانی 'الشہباز' میں فرماتے ہیں:

"ایک مرتبہ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ ایک کچی دیوار پر چڑھ کر اسے سواری کی طرح دوڑاتے چلے گئے۔ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ منظر دیکھا تو ہاتھ کا اشارہ کیا فوراً ہی دیوار کھڑی

Marfat.com

ہو گئی۔ یہاں دیوار کے کھڑے ہونے سے مصنف کی مراد شاید دیوار رک جانے سے ہے اور شاید ان کے بیان کا مقصد یہ ہے کہ حضرت بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ اپنی کرامت میں ناکام ہو گئے۔"

اسی طرح جلیل سیوہانی ایک اور بوگس روایت "الشہباز" میں یہ بیان کرتے ہیں:

"حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ فقیرانہ لباس پہننے کے بعد ہمیشہ شیر کی سواری کرتے تھے اور ایک سیاہ سانپ چابک کے طور پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں ہوتا تھا ایک مرتبہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ شرف الدین بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے مہمان ہوئے۔ حضرت بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شیر اور سانپ کیا غذا کھاتے ہیں؟ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میرے شیر کی غذا گائے ہے اور میرا سانپ مرغ کھاتا ہے۔ یہ سن کر حضرت بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ بولے کہ پھر ان کی غذا تلاش کریں؟ اپنے میزبان کی فہمائش پر حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے شیر کو گائے کے باڑے کی طرف اور سانپ کو مرغیوں کے ڈربے کی طرف روانہ کیا۔ پھر جیسے ہی حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا شیر اور سانپ اپنی اپنی غذا کی تلاش میں چلے تو حضرت بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کر دیا دیکھتے ہی دیکھتے گائے نے شیر کو اور مرغ نے سانپ کو کھا لیا۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سواری اور چابک کو طلب کرتے ہوئے فرمایا زمین کبھی بھی کسی کی امانت ہضم نہیں کرتی۔ یہ فرما کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شیر اور سانپ کو آواز دی۔ ابھی

Marfat.com

فضاء میں حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ کی گونج باقی تھی کہ شیر گائے کے اور سانپ مرغ کے پیٹ سے صحیح وسلامت نکل آئے۔ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سواری اور چابک کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تمہیں گائے اور مرغ کیسے کھا گئے؟ شیر اور سانپ یک زبان ہو کر بولے ہم مہمان تھے اسی لئے ہم نے اپنی طاقت کا مظاہرہ نہیں کیا۔ شیر اور سانپ کا جواب سن کر حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اب تم دونوں انہیں کھا جاؤ۔ پھر دوسرے ہی لمحے شیر نے گائے اور سانپ نے مرغ کو کھالیا۔ اس کے بعد حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ سے کہا آپ نے ہماری امانت میں خیانت کی اسی طرح ہمارے فقراء آپ کے فقراء کی امانتیں ہضم کر جائیں گے ہم آپ کے فقر کو بند کرتے ہیں مگر آپ کی فقیری اور لنگر کو جاری رکھا جاتا ہے۔"

اس کے بعد یہی مصنف اپنا دعویٰ پیش کرتا ہے کہ اسی لئے حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا فقر قائم اور حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا فقر ختم ہو گیا البتہ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ کا لنگر آج تک جاری ہے۔ مصنف مذکور کا مقصد غلط بیانی سے اپنی شان بڑھانا تھا اس لئے وہ اس ضمن میں کوئی ٹھوس ثبوت پیش نہیں کر سکے نیز یہ بات یاد رہے کہ مسلمان فقراء نے کبھی بھی ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لئے جادو، شعبدہ بازی یا کسی اور جائز یا ناجائز حربے کو استعمال نہیں کیا۔

بہر حال بقول استاد ذوق دہلوی:

بڑے موذی کو مارا ، نفس امارہ کو گر مارا
نہنگ واژدھا ، شیر نر مارا تو کیا مارا

Marfat.com

قلندر نامہ کے مصنف کا قول:

ایک مرتبہ برصغیر کے مشہور بزرگ حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ' حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے آئے حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتے ہی حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ یوں مخاطب ہوہوتے ہوئے ذیل کے اشعار مبارک پڑھے۔

عجب دیدم بارگاہ قلندر
نجف چوں شہد نور بنور
طوافِ تربیت آل شاہ سرور
ثواب نمازیاں حجِ اکبر

Marfat.com

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے پانی پت میں جتنا عرصہ قیام کیا ریاضت و عبادت میں مصروف رہے مختلف بزرگانِ دین سے شرفِ ملاقات حاصل ہوئی اور بہت سے بزرگانِ دین کے مزارات پر حاضریٔ کی سعادت نصیب ہوئی۔ پانی پت سے ملتان تک کا سفر حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے براستہ لاہور طے کیا۔ تاریخ کی کتب کے مطابق آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لاہور میں چالیس دن تک قیام کیا۔

لاہور میں قیام کے دوران حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا زیادہ تر وقت سرتاج الاولیاء سیّد علی بن عثمان الہجویری الجلابی المعروف حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ مبارک پر گزارا۔ اس کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ سیّد حسین زنجانی، حضرت شیخ سیّد یعقوب زنجانی اور حضرت سیّد اسحاق زنجانی رحمۃ اللہ علیہم کے مزارات پر بھی حاضری دی اور ان مزارات پر مراقبہ کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔

ملتان آمد اور

اولیائے کاملین سے حصولِ فیض

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ لاہور میں قیام کے بعد ملتان روانہ ہوئے اور یہی وہ جگہ تھی جہاں سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سیہون شریف کی طرف سفر مبارک شروع ہوا۔ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ملتان جانے کا جو اشارہ فرمایا تھا اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ ملتان اس وقت بہت بڑے اور جلیل القدر بزرگانِ دین کا مرکز تھا۔ ملتان اور اس کے گردونواح میں اس وقت حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر، حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی، حضرت جلال الدین سرخ بخاری رحمۃ اللہ علیہم کا تذکرہ زبانِ زدِ عام تھا۔ ان کے علاوہ حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے صدر الدین عارف رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے ان چاروں بزرگانِ دین کی صحبت سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور ان حضرات کے قرب میں رہ کر ریاضت و عبادت کی منازل کو طے کیا اور ان سے تصوف و سلوک پر مذاکرات بھی کیے۔

Marfat.com

گناہوں کی دلدل

ساتویں صدی ہجری کے دوسرے عشرے کے دوران ہندوستان پر مسلمانوں کی حکومت قائم ہو چکی تھی لیکن پھر بھی کچھ علاقوں میں ابھی تک ہندو راجہ ہی برسرِ اقتدار تھے ان میں سے زیادہ تر ہندو راجہ مسلمان بادشاہوں کے خراج گزار تھے۔ ان ہی ہندو راجاؤں میں ایک راجہ سیوستان بھی تھا اور اس کے شہر کا نام سیہون تھا۔ سیہون حیدرآباد سندھ سے اٹھاسی (۸۸) میل کے فاصلے پر کیرتھر کی پہاڑیوں میں واقع ہے۔ اس شہر کو تاریخی حیثیت حاصل ہے۔ مؤرخین کے مطابق اس وقت سیہون کا حاکم راجہ جیر جی تھا جو عرف عام میں چوپٹ راجہ کے نام سے مشہور تھا۔

سیہون میں ان دنوں چوپٹ راجہ کے ظلم وستم کا چرچا تھا اور لوگ اس کے ظلم و ستم سے بہت تنگ تھے اور کوئی ہمت کرنے کو تیار نہ تھا کہ وہ چوپٹ راجہ سے دشمنی مول لے۔ رعایا اس کے ظلم وستم خاموشی سے برداشت کر رہی تھی۔ ایسے میں ایک درویش نے سیہون کا رخ کیا۔

اس درویش کا نام کتب سیر میں طالب سکندر منقول ہے اور اس درویش نے سیہون آنے کے بعد یہ نعرہ لگایا کہ میرے مرشد لعل سائیں تشریف لانے والے ہیں۔ ابتداء میں اس درویش کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا بلکہ اکثر سیہون کے مختلف علاقوں میں دیکھا جاتا تھا اور اس کا معمول یہ تھا کہ روزانہ قلعہ سیہون کے باہر جا کر کھڑا ہو جاتا تھا اور اپنا قلندرانہ نعرہ لگاتا تھا جس سے چوپٹ راجہ نہ صرف مشتعل ہو جاتا تھا بلکہ انتہائی خوفزدہ

Marfat.com

بھی ہو جاتا تھا ایسے میں لوگوں کے دل سے یہ دعا نکلتی تھی:

''اللہ کرے! ہمارا نجات دہندہ جلد آ جائے اور ہمیں چوپٹ راجہ کے ظلم وستم سے نجات حاصل ہو جائے۔''

اس درویش کے نعروں سے تنگ آ کر ایک ظالم ہندو قصاب نے انہیں قتل کرنے کی کوشش کی لیکن اللہ عزوجل نے اسے اتنی مہلت ہی نہ دے اور وہ ایسا کرنے سے پہلے ہی مر گیا۔

پھر ایک اور درویش اپنے چند خدمتگاروں کے ہمراہ سیہون آیا اور اس نے اس محلے میں سکونت اختیار کی جہاں کی زیادہ آبادی طوائفوں پر مشتمل تھی۔ رات بھر مختلف مکانوں سے ناچنے گانے کی آوازیں آتی رہیں۔ شراب کے نشے میں بدمست لوگ اذانِ فجر تک شور مچاتے رہے۔ وہ درویش حسب معمول اپنے اوراد و وظائف میں مشغول رہا مگر اس کے محافظوں کی نیندیں اڑ گئیں۔ وہ ایک دوسرے سے سرگوشیوں میں باتیں کرتے رہے کہ یہ کیسا محلہ ہے اور اس کے مکین کیسے ہیں؟ بالآخر رات گزر گئی اور پھر صبح ہوئی تو خدمت گار صورتحال جاننے کے لئے محلے میں داخل ہوئے۔ گوشے گوشے میں ہندو آباد تھے بس دو چار گھر ہی مسلمانوں کے تھے۔ درویش کے خدمت گار ان مسلمانوں کے پاس گئے تو ان پر حقیقت حال واضح ہوئی ان مسلمانوں نے اس درویش سے پوچھا:

''آپ یہاں کہاں آ گئے؟ یہ ہندوؤں کی بستی ہے اور وہ بھی گناہوں سے بھری ہوئی۔ یہاں ناچنے گانے والی عورتیں رہتی ہیں جن کی سیاہ کاریوں نے ہماری زندگی وبال کر دی ہے۔ اگر کسی دوسرے شہر میں ہمارے لئے جائے پناہ ہوتی تو ہم اس جگہ کو بہت پہلے ہی چھوڑ چکے ہوتے۔ یہ اوباشوں کی نگری ہے جہاں دن رات آسمان سے لعنت برستی رہتی ہے۔ اللہ عزوجل ہی جانتا ہے کہ کب ہمیں اس

عذاب مسلسل سے نجات ملے گی؟''

خدمت گاران مسلمانوں کی باتیں سن کر حیران و پریشان واپس لوٹ آئے اور درویش سے کہنے لگے:

''شیخ! یہاں سے جلد از جلد چلا جانا چاہئے کہ یہ بستی ہمارے رہنے کے لائق نہیں ہم لوگ غلطی سے طوائفوں کے ایک محلے میں آ بسے ہیں۔''

درویش بولا:

''مسلمان کو اس لئے پیدا نہیں کیا گیا کہ وہ سازگار ماحول میں اپنے روز و شب بسر کرے اور چند روزہ زندگی گزار کر واپس چلا جائے۔ مسلمان ایک چراغ کے مثل ہے کہ جہاں تاریکی دیکھے وہاں چلا جائے اور اپنے وجود سے ظلمتوں کو دور کر دے۔ بے شک! اس وقت ہم فاسقوں اور فاجروں کی بستی میں خیمہ زن ہیں مگر ہمارا قیام عارضی نہیں ہے۔ یہاں درویشوں کا ڈیرا مستقل ہوگا اور اللہ عزوجل اپنی قدرت سے اس بستی کی تمام غلاظتیں دور فرما دے گا۔ وہ پاک ہے اور وہی اپنی پاکی کے صدقے میں اس زمین کی ساری کثافتیں دھو ڈالے گا۔''

خدمت گار شیخ کا یہ فرمان سن کر بظاہر تو مطمئن ہو گئے لیکن وہ دلی طور پر اس ماحول میں ایک عجیب بے چینی محسوس کر رہے تھے۔ جب دن کے اجالے میں اہل محلہ نے ان درویشوں کو دیکھا تو ان کا مذاق اڑانا شروع کر دیا۔ وہ نشے میں جھومتے ان درویشوں کا مذاق اڑاتے رہے یہاں تک کہ شام ہو گئی اور اندھیرا ہوتے ہی ہر گھر میں چراغ جل گئے عطر اور پھول بیچنے والے گلی کے موڑ پر آ گئے اور بدمست لوگ اپنی ظاہری

و باطنی غلاظت کو چھپانے کے لئے ان خوشبوؤں کا سہارا لینے لگے۔

یہ اس محلے کا روزانہ کا معمول تھا کہ سورج ڈوبتے ہی خاموش گلیاں جاگ اٹھتی تھیں۔ عطر اور پھول بیچنے والوں نے دیکھا کہ رقص و موسیقی کے شائقین گلیوں میں داخل تو ہوتے لیکن گھبرا کر واپس لوٹ جاتے تھے۔ آتے وقت ان لوگوں کے چہروں پر مستی کے آثار ہوتے تھے مگر جاتے ہوئے ان کے چہروں پر وحشت نمایاں ہوتی تھی۔ وہ اس طرح واپس چلے جاتے جیسے اب ان کے لئے اس بازارِ حسن میں کوئی کشش باقی نہ رہی ہو۔ رات ہونے تک اس محلے پر سکوت طاری رہا کہاں روزانہ گھنگھروؤں اور طبلوں کی آوازیں کہ کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی اور کہاں یہ خاموشی؟ طوائفوں کے محافظ اس صورتحال سے گھبرا کر گھروں سے باہر نکلے اور گل فروشوں سے اس خاموشی اور لوگوں کے نہ آنے کا سبب دریافت کرنے لگے۔ گل فروشوں کے پاس ایک ہی جواب تھا:

''آنے والے گلی تک تو آتے ہیں مگر آگے قدم نہیں بڑھاتے۔
پوچھو تو جواب نہیں دیتے بس خاموشی سے لوٹ جاتے ہیں۔''

گل فروشوں کا ناقابل فہم جواب سن کر بازارِ حسن کے محافظ بازار کے موڑ پر کھڑے ہو گئے۔ تماش بین آئے لیکن کچھ کہے بغیر واپس چلے گئے۔ محافظوں نے واپسی کا سبب پوچھا تو ان تماش بینوں نے بس اتنا کہا کہ ہمیں اندر جاتے ہوئے خوف محسوس ہوتا ہے۔ محافظوں نے تماش بینوں کو سمجھانا چاہا ان کی حفاظت کا یقین دلایا مگر کوئی بھی دلیل کام نہیں آئی اور کوئی بھی شخص گناہوں کی اس بستی میں داخل نہ ہوا۔ وہ رات بازار کے اصولوں کے مطابق بہت سرد گزری۔ کوئی خریدار اس کوچہ حسن میں داخل نہ ہوا۔ طوائفیں حیران و پریشان تھیں اور اپنے محافظوں سے بار بار پوچھتی تھیں:

''آج تک تو ایسا نہیں ہوا پھر اس بستی کے شائقین پر کیا گزری
ہے کہ ان کے آشنا قدم راستہ بھول گئے ہیں؟''

Marfat.com

محافظ کیا جواب دیتے وہ تو خود اس صورتحال کو سمجھنے سے قاصر تھے۔ آخر انہی اندیشوں اور پریشانیوں کے درمیان بازار حسن کی وہ رات گزر گئی۔ دوسرے دن بھی بازارِ حسن کا یہی حال رہا۔ تماش بین گلی کے موڑ تک آتے رہے اور حالت خوف میں واپس جاتے رہے۔ بازار کے محافظ و نگہبان رقص و موسیقی کے شائقین سے اس کا سبب پوچھتے تو وہ ایک ہی بات کہتے:

''کوئی ایسی طاقت ہے جو ہمیں آگے نہیں بڑھنے دیتی اور اگر ہم اس کے خلاف کچھ مزاحمت کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو ہم پر شدید خوف طاری ہو جاتا ہے۔''

اسی عالم میں کئی دن گزر گئے چراغوں کے ساتھ چولہے بھی بجھ گئے اور سنگین اقتصادی مسئلہ کھڑا ہو گیا۔ بازارِ حسن کے ایک رکن نے تشویش ناک لہجے میں کہا:

''اگر یہ صورتحال جاری رہی تو فاقہ کشی کی نوبت آ جائے گی آخر ہم لوگ اس صورتحال سے کیوں دوچار ہوئے؟''

بہت غور و فکر کے بعد اس کوچے کے لوگ اس نتیجے پر پہنچے کہ جب سے یہ گدڑی پوش مسلمان یہاں آئے ہیں اسی روز سے اس بازار کے در و دیوار پر سناٹا چھا گیا ہے۔ اس بستی کے مکینوں کی سمجھ میں بات آ گئی اور پھر طویل مشورے کے بعد یہ طے پایا کہ ان گدڑی پوشوں سے بات کی جائے۔ جس کے نتیجے میں بازار کے چند افراد گدڑی پوشوں کے خیمے میں پہنچے اور سخت لہجے میں پوچھنے لگے:

''تم لوگ کون ہو اور یہاں کیوں آئے ہو؟''

گدڑی پوش درویش نے بے نیازانہ کہا:

''ہم اللہ کے بندے ہیں اور اللہ کی زمین پر مقیم ہیں۔''

بازارِ حسن کے محافظ نے تحکم آمیز لہجے میں کہا:

''یہ ہمارے دیوتاؤں کی زمین ہے تم لوگ اپنے ڈیرے اٹھاؤ اور
اسی وقت یہاں سے چلے جاؤ۔''

گدڑی پوش فقیر نے جواب دیا:

''ہم اپنے شیخ کے حکم کے پابند ہیں اگر شیخ فرمائیں گے تو ہم لوگ
کسی تاخیر کے بغیر یہاں سے چلے جائیں گے۔''

بازار کے محافظ نے سخت لہجے میں پوچھا:

''تمہارا شیخ کون ہے؟''

گدڑی پوش خادم نے ایک خیمے کی طرف اشارہ کر دیا۔

بازارِ حسن کے محافظ شیخ کے خیمے میں داخل ہوئے۔ ان کے چہروں پر غصے کے آثار تھے اور چلنے کا انداز جارحانہ تھا مگر جب وہ بدکار لوگ شیخ کے روبرو پہنچے تو ان کے جسموں پر لرزہ طاری ہو گیا اور وہ اپنی قوت گویائی کھو بیٹھے۔ شیخ نے پوچھا:

''تم لوگ کیوں آئے ہو؟''

بستی کے مکین تو مسلمان گدڑی پوشوں کو اپنے محلے سے نکالنے آئے تھے مگر جب شیخ نے ان کی آمد کا مقصد دریافت کیا تو وہ اپنی زبان سے ایک بھی حرف نہ نکال سکے یہاں تک کہ گنگ زبانوں اور کانپتے قدموں سے واپس چلے گئے۔ پھر طے یہ ہوا کہ طوائفیں خود گدڑی پوش شیخ کی خدمت میں حاضر ہوں اور ان سے عاجزانہ لہجے میں درخواست کریں۔ آخر تمام طوائفیں شیخ کے خیمے میں پہنچیں اور گریہ وزاری کے انداز میں کہنے لگیں:

''ہمیں نہیں معلوم کہ آپ کون ہیں اور یہاں کس مقصد کے لئے
آئے ہیں مگر ہاں یہ ضرور ہے کہ آپ کی وجہ سے ہمارا کاروبار ختم
ہو گیا ہے۔''

Marfat.com

شیخ نے طوائفوں سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:

''روکنا تو درکنار ہم نے کسی سے کچھ بھی نہیں کہا اگر تم گناہوں کی تجارت قائم رکھنا چاہتی ہو تو شوق سے جاری رکھو ہمیں تمہارے معمولات سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔''

طوائفیں کہنے لگیں:

''لوگ کہتے ہیں کہ جب تک آپ یہاں موجود ہیں ان کے قدم اس بازار کی طرف نہیں اٹھ سکتے۔''

درویش نے پوچھا:

''پھر تم لوگ کیا چاہتے ہو؟''

طوائفوں نے عرض کیا:

''براہِ کرم آپ یہاں سے چلے جائیں تا کہ ہمارے ویران گھروں کا اندھیرا دور ہو جائے۔ جب تک آپ یہاں موجود ہیں کسی مکان میں کوئی چراغ نہیں جلے گا۔''

شیخ نے فرمایا:

''ہماری مجبوری ہے ہم یہاں سے کہیں اور نہیں جا سکتے اس مقام پر ہماری آخری آرامگاہ تعمیر ہو گی اگر ہمارا وجود تمہارے کاروبار میں حائل ہے تو پھر تم لوگ کہیں اور چلے جاؤ۔''

وہ طوائفیں درویش کی بات سن کر دھمکی دینے لگیں اور کہا:

''ہم تو مجبور عورتیں ہیں مگر ہمارا حاکم چوپٹ راجہ بہت طاقتور ہے وہ تمہیں چین سے رہنے نہیں دے گا۔''

اس گفتگو کے بعد وہ طوائفیں چوپٹ، راجہ کے دربار میں پہنچ گئیں اور فریاد

Marfat.com

کرنے لگیں:

''ہمیں ایک مسلمان کے ظلم وستم سے نجات دلائی جائے۔''

چوپٹ راجہ نے جب پورا واقعہ سنا تو وہ حیران و پریشان ہو گیا اور اپنے سپاہیوں کو حکم دیتے ہوئے کہا:

''اگر وہ لوگ آرام سے یہاں سے چلے جائیں تو بہتر ہے ورنہ انہیں یہاں سے جبراً نکال دو۔''

چوپٹ راجہ کے شمشیر زن سپاہی گدڑی پوشوں کے خیمے میں داخل ہوئے اور انہیں راجہ کا حکم سنایا۔ گدڑی پوشوں نے وہی الفاظ دہرائے:

''ہم صرف اپنے شیخ کے حکم کی پابندی کرتے ہیں اگر تمہیں کچھ کہنا ہے تو ہمارے شیخ سے کہو۔''

گدڑی پوشوں کے انکار سے چوپٹ راجہ کے سپاہی غصہ سے بھڑک اٹھے۔ وہ اسی حالت غضب میں شیخ کے خیمے کی طرف بڑھے مگر اندر داخل نہیں ہو سکے۔ سپاہیوں کو ایسے محسوس ہوا جیسے ان کے پیروں کی طاقت سلب ہو چکی ہے اور وہ اپنے جسم کو حرکت دینے سے قاصر ہیں۔ پھر جب سپاہیوں نے واپسی کا ارادہ کیا تو ان کی ساری طاقت دوبارہ سے بحال ہو گئی۔

سپاہیوں نے واپس جا کر چوپٹ راجہ کو تمام واقعہ سنایا۔ چوپٹ راجہ نے اپنے سپاہیوں کی بات سنی تو پہلے حیران ہوا پھر وہ ایک انجانے خوف کی لپیٹ میں آ گیا اور کہنے لگا:

''کیا وہ اتنی ہی شکتی شالی ہے کہ تم لوگ اس کے آگے دم بھی نہیں مار سکتے؟ تم نے اسے دیکھا تک نہیں اور ڈر کے مارے بھاگ کھڑے ہوئے؟''

Marfat.com

سپاہیوں نے گڑگڑاتے ہوئے کہا:

"ہم کچھ نہیں جانتے مہاراج! ہم نے اپنی کیفیت بیان کردی دیوتا ہی جانیں کہ وہ کون ہے اور یہاں کس لئے آیا ہے؟ ہمارے کان تو کسی بڑے خطرے کی آہٹ سن رہے ہیں۔"

چوپٹ راجہ نے فوری طور پر اپنے وزیروں، مشیروں اور درباری نجومیوں کو طلب کرلیا۔ تمام واقعات سن کر حاکم سیہون کی طرح اراکین سلطنت اور ستاروں کا علم جاننے والے بھی حیران و پریشان تھے۔ پھر درباری نجومیوں نے کاغذ پر بارہ خانے بنائے اور ان خانوں میں ستاروں کی موجودہ رفتار درج کی پھر کچھ دیر تک آپس میں مشورے کرتے رہے پھر ان سب کے چہروں پر خوف کے گہرے سائے لرزنے لگے۔ نجومیوں نے چوپٹ راجہ سے کہا:

"ہم نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ ایک مسلمان حدودِ سلطنت میں داخل ہوگا اور پھر وہی شخص اقتدار کے ساتھ ساتھ آپ کی زندگی کے لئے ایک سنگین خطرہ بن جائے گا۔"

چوپٹ راجہ نے گھبرا کر پوچھا:

"کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ یہ وہی شخص ہے؟"

تمام نجومیوں نے بیک زبان ہو کر کہا:

"ہمارا علم تو یہی کہتا ہے شاید یہ وہی فقیر ہے جس کے ایک شاگرد کو آپ نے قید میں ڈال دیا ہے۔"

Marfat.com

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی سیہون آمد

ماہرین نجوم کا اشارہ اس درویش کی جانب تھا جو سیہون میں موجودہ درویش سے پہلے داخل ہوا تھا اور وہ قلعہ کے باہر آ کر نعرۂ مستانہ بلند کرتا تھا کہ میرے مرشد لعل سائیں تشریف لانے والے ہیں۔

کتب سیر میں منقول ہے کہ وہ درویش چوپٹ راجہ کے قلعہ کے جنوبی حصہ کی گھنی جھاڑیوں کے باہر مقیم ہوا اور وہ دن میں تین مرتبہ اپنے رومال سے زمین کو صاف کرتا اور باآوازِ بلند نعرہ لگاتا:

> ''لوگو! میرا مرشد یہاں آ رہا ہے اور میں اس کے استقبال کی تیاریاں کر رہا ہوں۔ تم بھی میرے مرشد کو گرمجوشی کے ساتھ خوش آمدید کہنا اسی میں تمہاری بھلائی ہے۔''

فقیر روزانہ یہی ایک نعرہ لگایا کرتا تھا۔ اتفاق سے چوپٹ راجہ کے محل کی ایک کھڑکی ان جھاڑیوں کی طرف کھلتی تھی۔ چوپٹ راجہ کی خوبصورت بیٹی بناؤ سنگھار کرنے کے بعد اس کھڑکی میں آ کر بیٹھ جاتی تھی اور جنگل کا نظارہ کرتی تھی۔ راج کماری کا یہ غیر معمولی انہماک دیکھ کر محل کی کنیزوں نے چوپٹ راجہ کو اطلاع دی کہ وہ اپنی بیٹی کی خبر لیں ورنہ صورتحال بے قابو ہو سکتی ہے اور راج کماری ایک مسلمان پر فریفتہ ہو گئی ہے۔

Marfat.com

چوپٹ راجہ نے خلوت میں راج کماری کو طلب کر کے پوچھا:

''بیٹی یہ کنیزیں تمہارے بارے میں کیا کہہ رہی ہیں؟''

راج کماری نے کسی جھجک کے بغیر اس بات سے انکار کر دیا اور کہا:

''مہاراج! میں اس شخص کو جانتی تک نہیں آپ خود دریچے میں بیٹھ کر دیکھ لیں فاصلہ اتنا زیادہ ہے کہ وہاں سے انسانی ہیولے کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔''

بیٹی کے کہنے پر چوپٹ راجہ نے خود محل کے دریچے میں بیٹھ کر دیکھا گھنی جھاڑیوں اور محل کے دریچے میں بہت فاصلہ تھا وہاں سے کسی انسان کے نقش و نگار کا نظر آنا ناممکن تھا پھر راج کماری ایک ہیولے سے کس طرح عشق کر سکتی تھی؟ چوپٹ راجہ شدید ذہنی کشمکش میں مبتلا تھا۔ اسی دوران کچھ تنگ نظر متعصب وزیروں نے چوپٹ راجہ کو مشورہ دیتے ہوئے کہا کہ اس سلسلے میں راج کماری بے قصور ہیں سارا قصور اس مسلمان فقیر کا ہے جو مہاراج کی عزت و آبرو سے بھیانک کھیل کھیل رہا ہے درحقیقت وہ مسلمان فقیر راج کماری کے عشق میں مبتلا ہے۔

چوپٹ راجہ نے اقتدار و حکمرانی کے نشے میں تحقیق کئے بغیر اس مسلمان فقیر کو زنجیریں پہنا کر قید خانے میں ڈال دیا۔ پھر روزانہ اس کے کمزور جسم کو مشق ستم بنایا جاتا تھا مگر وہ ہر بار ایک ہی بات کہتا تھا:

''میں اپنے مرشد کے سوا کسی کو نہیں جانتا۔ اسی کے عشق میں تڑپ رہا ہوں اور خلش دل سے بے قرار ہو کر اسی کو پکارتا ہوں۔''

چوپٹ راجہ اور اس کے وزیر اس مسلمان درویش کی زبان سمجھنے سے قاصر رہے اور اس کے جسم پر وحشیانہ انداز میں تازیانوں کی بارش کرتے رہے۔ اسی اثناء میں طوائفوں والا واقعہ پیش آ گیا ماہرین نجوم کا اشارہ اسی جانب تھا۔

چوپٹ راجہ نجومیوں کی بات سن کر وحشت زدہ نظر آ رہا تھا۔ پھر ایک نجومی نے چوپٹ راجہ کو مشورہ دیتے ہوئے کہا:

''مہاراج کو چاہئے کہ وہ مسلمان فقیر کی خدمت میں قیمتی نذریں پیش کریں اور یہاں سے چلے جانے کی درخواست کریں۔''

چوپٹ راجہ دل سے تو نہیں چاہتا تھا کہ وہ ایک مسلمان فقیر کا اس طرح احترام کرے مگر ماہرین نجوم نے اسے جھک جانے پر مجبور کر دیا تھا۔ پھر ایک معتبر وزیر' ہیرے جواہرات اور اشرفیوں سے بھرا ہوا خوان لے کر درویشوں کے شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت تمام مسلمان فقیروں نے کھانا پکانے کے لئے آگ جلائی تھی۔ چوپٹ راجہ کے وزیر نے جواہرات اور سونے سے بھرا ہوا خوان شیخ کے سامنے رکھتے ہوئے عرض کیا:

''یہ حاکم سیہون کی طرف سے آپ کے لئے تحفہ ہے اسے قبول فرما لیجئے اور براہِ کرم کسی دوسری جگہ پر تشریف لے جایئے۔''

شیخ نے یہ سن کر فرمایا:

''جسے تم تحفہ کہتے ہو اس کی حیثیت ہمارے نزدیک مٹھی بھر راکھ سے زیادہ نہیں ہے۔''

یہ کہہ کر شیخ نے اپنے ایک خادم کو حکم دیا:

''اس خوان کو اٹھا کر آگ میں ڈال دو۔''

چوپٹ راجہ کے وزیر نے بڑی حیرت سے مسلمان درویش کی بات سنی۔ وہ دل ہی دل میں خندہ زن تھا کہ ایک معمولی سی آگ قیمتی ہیروں اور سونے کے ٹکڑوں کو کس طرح جلا سکتی ہے؟

خدمت گار نے اپنے مرشد کے حکم کے مطابق خوان اٹھا کر آگ میں ڈال دیا۔ ایک شعلہ سا بھڑکا اور تمام لعل' جواہر اور سونے کے ٹکڑے جل کر خاک ہو گئے۔ شیخ

Marfat.com

نے اس بت پرست وزیر سے فرمایا:

''ہمیں نذر کرنے کے لئے ایک مٹھی بھر راکھ لائے تھا۔''

چوپٹ راجہ کا وزیر کچھ دیر تک تو پتھرائی ہوئی آنکھوں کے ساتھ یہ ناقابل یقین منظر دیکھتا رہا۔ وہ سونا جو تپتی ہوئی بھٹی میں بہت دیر کے بعد پگھلتا تھا اسے معمولی آگ کے شعلوں نے چند لمحوں میں جلا کر خاک کر دیا تھا۔

مسلمان درویش کی یہ کرامت دیکھ کر وزیر نے درویش کے قدموں میں سر رکھ دیا اور عاجزانہ لہجے میں بولا:

''میرا اس میں کوئی قصور نہیں ہے میں تو راجہ کے حکم سے مجبور ہوں میری جان بخش دی جائے۔''

شیخ نے بے نیازانہ انداز میں فرمایا:

''تجھے معاف کیا جاتا ہے۔''

پھر جب وزیر کانپتے قدموں کے ساتھ واپس جانے لگا تو شیخ نے نہایت پرجلال لہجے میں فرمایا:

''اپنے راجہ سے کہنا کہ ہم یہاں سے واپس جانے کے لئے نہیں آئے۔ ہم بفضل تعالیٰ اس بستی میں تادیر رہیں گے اور اسی کے حکم سے اسی جگہ ہماری قبر تعمیر ہوگی۔ اگر حاکم سیہون اپنی سلامتی چاہتا ہے تو خود یہاں سے چلا جائے۔ چوپٹ راجہ کو چاہئے کہ ہمارے مرید کو نقصان پہنچانے سے باز رہے اور اسے عزت و احترام کے ساتھ رہا کر دے ورنہ ہم خود اسے آزاد کرا لیں گے۔''

وزیر دوبارہ حاکم سیہون کی خدمت میں پہنچا اور اس نے لعل و جواہر کے راکھ ہو جانے کا پورا واقعہ سنا دیا۔ وزیر کی گفتگو سن کر چوپٹ راجہ غضبناک ہو گیا اور کہا:

Marfat.com

''تو بزدل ہے کہ ایک معمولی سی بات سے ڈر گیا ہے میں نے اس سے بھی بڑی بڑی شعبدہ بازیاں دیکھی ہیں میری سلطنت میں ایسے بے شمار جادوگر موجود ہیں جو اس مسلمان سنیاسی کے طلسم کو پارہ پارہ کر دیں گے۔''

پھر جب وزیر نے شیخ کے عقیدت مند کو رہا کرنے کی بات کی تو راجہ اور بھی زیادہ بھڑک اٹھا اور کہا:

''ہم تو اسے نہیں چھوڑیں گے اگر وہ جادوگر اپنے چیلے کو آزاد کر سکتا ہے تو کرا لے۔''

ماہرین نجوم نے بھی راجہ کو سمجھایا کہ وہ ضد سے کام نہ لے مگر اس کے دماغ پر اقتدار کا نشہ طاری تھا۔ اس لئے وہ ایک ہی بات کو بار بار دہراتا رہا:

''وہ اپنے دل کی حسرتیں نکال لے میں ہر نقصان برداشت کرنے کے لئے تیار ہوں۔''

چوپٹ راجہ کی ضد کو دیکھ کر وزیر و مشیر خاموش ہو گئے۔

اس دوران ایک اور عجیب واقعہ پیش آیا۔ اس درویش نے عشاء کی نماز ادا کی اور پھر خدمت گاروں کی موجودگی میں اپنے اس شاگرد کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا جو چوپٹ راجہ کی قید میں تھا اور کئی مہینوں سے دردناک سزائیں برداشت کر رہا تھا۔

''بودلہ! تم ہمارے پاس چلے آؤ ہماری آنکھیں تمہیں دیکھنے کے لئے بے چین ہو رہی ہیں۔''

خدمت گار شیخ کی بات سن کر حیران تھے کہ پیر و مرشد کسے پکار رہے ہیں اور بودلہ کون ہے اور کہاں رہتا ہے؟ خادموں کو حیران پا کر شیخ نے فرمایا:

''بودلہ! ہمارا مرید ہے اور تمہارا بھائی ہے وہ ہمارے ہی حکم پر

Marfat.com

سیہون آیا تھا مگر یہاں کے جابر حاکم نے اس پر جھوٹا الزام لگا کر اسے قید خانے میں ڈال دیا ہے۔ مگر آج رات زنداں کی دیواروں میں گہرے شگاف پڑ جائیں گے اور تمام زنجیریں کھل کر زمین پر گر جائیں گی اور بودلہ بس آنے ہی والا ہے۔''

ادھر پیر و مرشد کی زبان مبارک سے یہ کلمات ادا ہوئے اور ادھر بودلہ کا زخمی جسم اچانک زنجیروں سے آزاد ہو گیا۔ بودلہ نے بڑی حیرت سے یہ منظر دیکھا اور ابھی اس کی حیرانی برقرار تھی کہ یکایک زنداں کا دروازہ کھل گیا۔ بودلہ سمجھ گیا کہ یہ غیبی امداد کے سوا کچھ نہیں ہے اس نے بے اختیار نعرہ مارا:

''میرا مرشد آ گیا' میرا مرشد آ گیا۔''

شدید زخمی ہونے کی وجہ سے بودلہ کی کمزوری بڑھ چکی تھی مگر جب وہ زنجیروں سے آزاد ہوا تو اس نے اپنے جسم میں نئی توانائی محسوس کی اور وہ تیزی سے اٹھ کر کمرے سے باہر نکل آیا۔ قید خانے سے باہر آ کر وہ صدر دروازے کی طرف بڑھا۔ جب وہ باہر آیا تو بلند و بالا دیواریں اس کا راستہ روک رہی تھیں۔ یکایک ایک دیوار شق ہوئی اور بودلہ ایک زوردار نعرہ مارتا ہوا اس راستے سے باہر نکل گیا۔ اسی دوران اسے مرشد کی آواز سنائی دی:

''بودلہ! اسی راستے پر چلے آؤ ہم تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔''

بودلہ نے حیران ہو کر چاروں طرف دیکھا مگر دور دور تک کسی کی موجودگی کے آثار نہیں ملتے تھے۔ وہ اپنے مرشد کی آواز کو پہچانتا تھا آخر اسی آواز کے سہارے چل پڑا۔ ابھی تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا ہو گا کہ بودلہ کو چند خیمے نظر آئے۔ پھر وہ غیر ارادی طور پر ایک خیمے میں داخل ہوا یہ اس کے مرشد کا خیمہ تھا۔ بودلہ نے حیران ہو کر شیخ کی طرف دیکھا۔ پھر والہانہ انداز میں آگے بڑھا اور مرشد کے قدموں سے لپٹ کر رونے لگا۔ شیخ

کے دوسرے خدمت گار بھی ایک اجنبی شخص کو خیمے میں داخل ہوتے دیکھ کر اس کے گرد سمٹ آئے تھے۔ بودلہ ہچکیوں سے رو رہا تھا اور مرشد اس کے جسم پر ہاتھ پھیرتے ہوئے نہایت مشفقانہ لہجے میں فرما رہے تھے:

"بس تمہاری آزمائش ختم ہوئی تم سرخرو ٹھہرے اور تمہارے دشمن ہلاکت کو پہنچے۔"

خدمت گاروں نے دیکھا کہ اجنبی شخص کے پورے جسم پر زخموں کے نشانات تھے اور جگہ جگہ سے گوشت نچا ہوا تھا۔ شیخ نے اپنے خدام کی طرف دیکھ کر فرمایا:

"یہی تمہارا بھائی بودلہ ہے اسے چوپٹ راجہ نے ناحق ستایا ہے انشاء اللہ العزیز وہ بہت جلد اپنے عبرتناک انجام کو پہنچے گا۔"

پھر دیکھنے والے حیران رہ گئے کہ چند روز میں ہی بودلہ کے تمام زخم کسی دوا کے بغیر ہی بھر گئے اور جسم پر چوٹ کا نشان تک باقی نہ رہا۔ یہ شیخ کی ایک اور زندہ کرامت تھی۔ دوسرے دن جب قید خانے کے محافظوں نے بودلہ کو موجود نہ پایا تو انہوں نے چوپٹ راجہ کو اطلاع کر دی جس سے راجہ کے دربار میں ہلچل برپا ہوگئی۔ ایک وزیر نے ڈرتے ہوئے چوپٹ راجہ سے کہا:

"مہاراج! آپ نے دیکھا کہ مسلمان درویش اپنے قیدی کو کس طرح چھڑا کر لے گیا ہے کہ ہمارے مضبوط دروازے اور طاقتور محافظ کسی کام نہ آسکے ابھی بھی ہمارے پاس وقت ہے کہ ہم اس درویش کو ستانے سے باز آجائیں۔"

یہ وہی وزیر تھا جو شیخ کی خدمت میں قیمتی تحائف لے کر حاضر ہوا تھا۔ چوپٹ راجہ نے اپنے وزیر کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔

جب مسلمان درویش کی اس کرامت کا شور ہوا تو زنان بازار کی طوائفیں اپنے

Marfat.com

گھر چھوڑ کر چلی گئیں درویش نے حکم دیا:

''ان مکانوں کو منہدم کر دو اور زمین کو ہموار کر دو۔''

درویش کے خادمین نے حکم پر عمل پیرا کرتے ہوئے ان طوائفوں کے مکانوں کو مسمار کرنا شروع کر دیا۔ کچھ ہی دیر میں یہ خبر پورے شہر میں مشہور ہو گئی کہ درویش کے خادم مکان منہدم کر رہے ہیں۔ اس دوران چند مسلح افراد گھوڑوں پر نمودار ہوئے اور ان کے سالار نے انتہائی غصے میں ایک خادم کو مخاطب کر کے کہا:

''تم لوگ کس کے حکم پر مکانوں کو ڈھا رہے ہو؟''

خادمین نے ان مسلح افراد سے مرعوب ہونے کی بجائے کہا کہ وہ اپنے شیخ کے حکم پر عمل کر رہے ہیں۔

اس شخص نے پوچھا:

''تمہارا شیخ کون ہے؟''

تو خادمین نے درویش کے خیمے کی طرف اشارہ کر دیا۔ مسلح شخص چیختا ہوا بولا:

''میں اس زمین کا مالک تم کس حیثیت سے میرے ان تعمیر شدہ مکانات کو منہدم کر رہے ہو؟''

اس دوران درویش اپنے خیمے سے باہر آ گیا۔ درویش کو دیکھتے ہی اس سالار کے منہ سے گالیاں نکلنے لگیں۔ درویش نے کچھ کہے بغیر اپنے عصا سے اس کے جسم پر ضرب لگائی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے پورا علاقہ اس کی چیخوں سے گونج اٹھا۔ وہ زمین پر کسی ذبح کیے ہوئے جانور کی مانند تڑپ رہا تھا اور دیکھتے ہی دیکھتے دنیا سے رخصت ہو گیا۔ باقی تمام افراد اس منظر کو دیکھ کر وہاں سے فرار ہو گئے اور چوپٹ راجہ کے پاس جا کر سارا واقعہ اس کو بیان کر دیا اور کہا:

''مہاراج! اگر اس درویش کو نہ روکا گیا تو وہ پورے سیہون پر چھا

Marfat.com

جائے گا۔"

چوپٹ راجہ اپنے سپاہیوں کی بات سن کر خود درویش کے پاس پہنچا اور نہایت تحقیر آمیز لہجے میں بولا:

"تم سے اس قتل کا حساب لیا جائے گا۔"

چوپٹ راجہ کا خیال تھا کہ درویش اس کا رعب و دبدبہ دیکھ کر خوفزدہ ہو جائے گا مگر درویش نے اس کے مادی اقتدار کی نفی کرتے ہوئے کہا:

"تم کون ہو اور کس قتل کے بارے میں پوچھ رہے ہو؟"

ایک مردِ مومن کی اس شان بے نیازی پر چوپٹ راجہ بھڑک اٹھا اور کہنے لگا:

"میری ہی زمین پر رہتے ہو اور مجھ ہی سے سوال کرے ہو کہ میں کون ہوں؟"

درویش نے جان بوجھ کر اپنی لاعلمی اور بے خبری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا:

"زمین کی ملکیت کا معاملہ کچھ اور ہے اور جسے تم عنقریب اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے فی الحال اپنی آمد کا مقصد بیان کرو۔"

یہ سن کر چوپٹ راجہ غضبناک ہو گیا پھر اس نے اپنے ایک وزیر کی جانب اشارہ کیا کہ وہ اس درویش کو فرد جرم پڑھ کر سنائے۔ وزیر درویش سے مخاطب ہوا:

"تمہارا پہلا جرم یہ ہے کہ تم کسی بھی قسم کی اجازت کے بغیر اس محلے میں خیمہ زن ہوئے اور ان ناچنے گانے والی عورتوں کو بے دخل کیا جو کہ ایک طویل عرصے سے یہاں مقیم تھیں۔ پھر ان مکانوں کو مسمار کرنا شروع کیا جو سالار کی ملکیت تھے اور آخر میں جب زمین کا مالک ان زیادتیوں کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے آیا تو تم نے اس کو قتل کر ڈالا۔"

مسلمان درویش نے اپنے خلاف فردِ جرم سنی اور پھر نہایت مطمئن لہجے میں الزامات کا جواب دینا شروع کیا۔ درویش نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

''ہم مسلمان کسی پر جبر نہیں کرتے طوائفیں یہاں سے خود گئیں انہیں کسی نے زبردستی نہیں اٹھایا مکانوں کو مسمار اس لئے کیا گیا کہ وہ ناپاک تھے۔ تمام زمین اللہ عزوجل کی ملکیت ہے اس لئے اسی کے حکم سے یہ جگہ اب ہماری ملکیت ہے اور ہم نے کسی کو قتل نہیں کیا ہاں ایک پاگل کتا ادھر ضرور آیا تھا اور ہم نے بہت چاہا کہ وہ ادھر سے بھونکتا ہوا گزر جائے اور ہمیں کوئی نقصان نہ پہنچے مگر جب وہ کاٹ کھانے کے لئے جھپٹا تو ہم نے اسے اللہ عزوجل کے فرمان کے بعد ہلاک کر ڈالا وہ سامنے اس کی قبر ہے۔''

چوپٹ راجہ درویش سے مخاطب ہوا:

''وہ کتا نہیں سردار تھا۔''

درویش نے بے نیازی سے الفاظ دہراتے ہوئے کہا:

''ہماری نظر میں مرنے والا کتا ہی تھا جسے ہم نے زمین کے سپرد کیا ہے۔''

چوپٹ راجہ نے اپنے سپاہیوں کو قبر کھولنے کا حکم دیا اور انتہائی قہر آلود لہجے میں درویش کو تنبیہہ کرتے ہوئے بولا:

''اگر اس گڑھے سے سالار کی لاش برآمد ہو گئی تو پھر تم لوگوں کی خیر نہیں ہے اس قتل کی پاداش میں ایک ایک کو سولی پر لٹکا دیا جائے گا۔''

درویش نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا:

''یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کس کا کیا حشر ہوگا؟ ویسے تم اطمینان
سے قبر کھول کر دیکھ لو کہ وہاں تمہارا سالار دفن ہے یا کہ کوئی کتا۔''

جب قبر کو کھولا گیا تو چوپٹ راجہ اور اس کے سپاہی یہ دیکھ کر خوفزدہ ہو گئے کہ قبر میں اس سالار کی بجائے ایک سیاہ کتا دفن تھا۔ سپاہی یہ منظر دیکھ کر بھاگ گئے۔ صرف کچھ وفادار چوپٹ راجہ کی ناراضگی کے خوف سے وہاں سے فرار نہ ہوئے۔ کچھ دیر کے بعد چوپٹ راجہ ایک شکست خوردہ انسان کی حیثیت سے اپنے محل میں واپس لوٹ آیا اور درویش کے خدمت گاروں نے مکانوں کو مسمار کرنا شروع کر دیا۔

اس واقعہ کے بعد راجہ چوپٹ کی نیندیں حرام ہو گئیں۔ سیہون میں ایک درویش کی موجودگی اس کے لئے مستقل عذاب بن گئی اور وہ درباریوں کے سامنے تو بظاہر اپنے آپ کو بے خوف ثابت رکھنے کی کوشش کرتا لیکن اسے اندرونی طور پر اب ان نجومیوں کی بات یاد آتی:

''مہاراج! یہ وہی شخص ہے جس کے ہاتھوں آپ کی زندگی اور
اقتدار کو شدید خطرہ لاحق ہوگا۔''

بالآخر چوپٹ راجہ نے اپنے علاقے کے کچھ جادوگروں کو طلب کیا اور ان سے درویش کے بارے میں مشورہ کیا۔ بہت غور وفکر کے بعد تمام جادوگر ایک ہی نتیجے پر پہنچے اور ان بدبختوں نے چوپٹ راجہ کے روبرو اس مسلمان درویش کی روحانی طاقتوں کا اعتراف کرتے ہوئے کہا:

''مہاراج! اس شخص کی اڑان بہت اونچی ہے بدقسمتی سے ہمیں
اس مقام تک رسائی حاصل نہیں ہے ہمارا علم و ہنر مسلمان درویش
کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔''

جادوگروں کے اس اعتراف پر چوپٹ راجہ بہت برہم ہوا اور ان سے کہا:

Marfat.com

''جب تم لوگ میرے دشمن کو دفع نہیں کر سکتے تو پھر تمہارا عدم اور وجود دونوں برابر ہیں۔''

اس دوران ایک جادوگر نے چوپٹ راجہ سے کہا:

''اگر ایک ترکیب پر عمل کیا جائے تو اس سے آپ کو اپنے دشمن سے چھٹکارا مل سکتا ہے۔''

چوپٹ راجہ نے وہ ترکیب پوچھی تو جادوگر نے کہا:

''اگر کسی طرح مسلمان درویش کے شکم میں حرام غذا داخل کر دی جائے تو اس کی ساری روحانی قوت زائل ہو جائے گی اور پھر تو ہمارے جادو کی شکتی اس پر غالب آ جائے گی۔''

چوپٹ راجہ نے جادوگر کا یہ مشورہ قبول کر لیا اور پھر کچھ دن تک درویش کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی عقیدت کا اظہار کرتا رہا۔ یہ چوپٹ راجہ کی سیاسی چال تھی اور وہ اپنے منافقانہ عمل سے یہ تاثر دینا چاہتا تھا کہ اس نے مسلمان درویش کے وجود کو تسلیم کر لیا ہے۔ آخر چوپٹ راجہ نے ایک روز کسی حرام جانور کا گوشت پکوایا اور کئی خوان سجا کر مسلمان درویش کی خدمت میں بھیج دیئے۔

خدمت گاروں نے چوپٹ راجہ کی نذر قبول کی اور تمام خوان اپنے مرشد کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ درویش نے خدام سے پوچھا:

''یہ کیا ہے؟''

خدام نے عرض کیا:

''راجہ نے آج فقیروں کی دعوت کی ہے۔''

درویش نے ایک خوان سے کپڑا اٹھایا اور کھانا دیکھتے ہی درویش کا رنگ متغیر ہو گیا پھر چہرے پر غیظ و جلال کے آثار نمایاں ہوئے۔ خدام حیرت و سکوت کے عالم

میں مرشد کی بدلتی ہوئی کیفیت دیکھ رہے تھے:

''ہمارا خیال تھا کہ وہ کافرانی نشانیاں دیکھنے کے بعد ایمان لے آئے گا مگر جس کی تقدیر میں ہلاکت و بربادی لکھی جا چکی ہوا سے اللہ کے سوا کوئی نہیں ٹال سکتا۔''

یہ فرما کر درویش نے کھانے سے بھرا ہوا خوان اُلٹ دیا۔ درویش کے اس عمل سے خدام پر لرزہ طاری ہو گیا اور پھر دوسرے ہی لمحے زمین لرزنے لگی۔ سیہون شدید زلزلے کی لپیٹ میں تھا۔ زمین نے دو تین کروٹیں لیں اور طاقت واقتدار کا سارا کھیل ختم ہو گیا۔ ادھر درویش کے سامنے خوان الٹا پڑا تھا اور ادھر چوپٹ راجہ کے قلعے کی بنیادیں الٹی ہو گئی تھیں۔ سینکڑوں منکرین ملبے میں دب کر ہلاک ہو گئے تھے اور پھر کچھ دن کے بعد ان کی ہڈیاں گل سڑ کر خاک ہو گئیں۔

یہ درویش مشہور بزرگ حضرت سید لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ تھے جن کے ہیبت و جلال سے باطل پرستوں کی صفوں میں شگاف پڑ گئے۔ ہزاروں پتھر کے پجاریوں نے اپنے ماتھوں سے قشقے کے نشانات کھرچ ڈالے اور گلے میں پڑے ہوئے زنار توڑ کر پھینک دیئے۔ درختوں، جانوروں، ستاروں، چاند اور سورج کو سجدہ کرنے والوں نے اللہ عزوجل کی وحدانیت پر گواہی دی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کیا۔

کتب سیر میں منقول ہے کہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے خوف سے جو طوائفیں ترکِ سکونت کر کے کسی اور محلے میں چلی گئی تھیں انہیں سکون قلب میسر نہ ہو سکا۔ یہاں تک کہ وہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوئیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر تائب ہو کر حلقہ اسلام میں داخل ہو گئیں۔

مصنف قلندر نامہ کا دعویٰ ہے:

''حضرت لعل شہباز قلندر سیہون شریف میں ۶۴۹ھ میں تشریف

لائے اور اس ضمن میں انہوں نے ایک فارسی شعر سے یہ تاریخ نکالی ہے جو ذیل ہے:

چوں باز آشیاں قدس شہباز
سیوستان را نمودہ جنت آسا
خود تاریخ آں، ازروئی اخلاص
نمود آفتاب دین گفتا!

اخلاص کے پہلے حرف الف کے عدد آخری مصرعہ کے عدد سے جمع کیے جائیں گے تو ۶۴۹ھ برآمد ہوگا۔"

تحفتہ الکرام کی روایت ہے:

"حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے فرزند حضرت صدر الدین عارف رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سیر وسفر کرتے ہوئے ٹھٹھہ پہنچے اور وہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات پیر پٹھ سیہوئی۔ پیر پٹھ نے ۶۴۲ھ میں وفات پائی تھی اس لئے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس سے بھی پہلے سندھ میں وارد ہوئے۔ سیر وسیاحت کے بعد ۶۴۹ھ میں سیہون میں آ کر قیام کیا۔"

تاریخ مصنوعی اور تاریخ فیروز شاہی میں ملتان کے گورنر سلطان محمد سے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ملاقات کا ذکر بھی آیا ہے۔ سلطان محمد، سلطان غیاث الدین بلبن کے فرزند تھے اور ۶۶۹ھ میں ملتان کے حاکم مقرر ہوئے حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۶۶۱ھ میں ہوا تھا اس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ ۶۶۱ھ سے پہلے بھی ملتان گئے تھے جب حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ زندہ تھے اور

Marfat.com

۶۶۹ھ کے بعد بھی ملتان گئے تھے جب سلطان محمد ملتان کے گورنر تھے۔

روایت ہے کہ سیہون میں آنے سے قبل حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے لکی میں حضرت سیّد صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی اور ان سے کہا:

''آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی اولاد میں سے ایک بیٹا میرے ساتھ دیجئے تا کہ وہ ہمیشہ میرے ساتھ رہے۔''

چنانچہ حضرت سیّد صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پوتے حضرت سیّد صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ کو دے دیا۔ حضرت سیّد صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ کو ہی حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے دربار کی سجادہ نشینی نصیب ہوئی۔

ایک اور روایت کے مطابق حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ اپنے تینوں احباب حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی' حضرت سیّد جلال الدین سرخ بخاری اور حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہم کے ہمراہ حضرت سیّد صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ سے ملے تھے۔ بہرحال سیہون آنے سے قبل حضرت سیّد صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ضرور ہوئی تھی۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے آنے سے پہلے سیہون کی سرسبزی و شادابی میں کمی ہو گئی تھی لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آمد سے یہ علاقہ پھر سرسبز و شاداب ہو گیا۔

Marfat.com

سلسلہ رشد و ہدایت

لب جوہر سے نکلنے لگیں نغماتِ درود
آئینہ تجھ کو جو دیکھے تو ثنا خواں ہو جائے

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے سندھ میں آ کر یہاں کے عوام کی روحانی اور اخلاقی اصلاح کی۔ اصلاحی و تبلیغی مشاغل جاری کئے لیکن تاریخ پر تاریکی کے گہرے پردے پڑے ہونے کی وجہ سے ہم اس تفصیل سے آگاہ نہیں ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک کارنامہ تو یہ تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آمد سے فاحشہ عورتوں نے فحاشی سے توبہ کر لی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے معتقدوں کو سیہون کو آباد کرنے اور یہاں کاشت کاری کا حکم دیا جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات میں محنت اور کسب حلال کا عنصر تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تارکِ دنیا ہونے کی بجائے اپنی قوت بازو سے محنت کر کے روزی کمانے کی تعلیم دی۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے نہ صرف عوام کی روحانی اصلاح کے لئے کوشش کی بلکہ عوام کی اقتصادی اصلاح پر بھی بھرپور توجہ دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تبلیغی و اصلاحی کام صرف سیہون تک ہی محدود نہیں تھا بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ میں جگہ جگہ گھومے۔

تحفۃ الکرام اور لب تاریخ میں ہے:

''حضرت لعل شہباز قلندر، حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی، حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر اور حضرت سیّد جلال الدین سرخ

بخاری رحمۃ اللہ علیہ سندھ میں بہت گھومے پھرے اور لوگوں کو دین اسلام کی تعلیمات سے آگاہ کیا۔"

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے سندھ میں گھومنے اور تبلیغ اسلام کے سلسلے میں تحفۃ الکرام میں لکھا ہے:

"رکن پور حضرت شیخ رکن الدین ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر ایک گاؤں ہے یہاں سومرو ذات کے ایک شیخ ریحان رحمۃ اللہ علیہ رہتے تھے۔ شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ ان کی زیارت کے لئے یہاں تشریف لائے تھے اور اسی نسبت سے اسے رکن پور کہا جانے لگا۔ شیخ ریحان رحمۃ اللہ علیہ کا اصلی نام چنیسر تھا۔ کہا جاتا ہے اتفاق سے کسی وقت شیخ رکن الدین اور حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ وہاں آ نکلے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو شہد، روٹی اور دودھ کی فرمائش کی جو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوری کر دی۔"

تحفۃ الکرام کی دوسری روایت کے مطابق:

"حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ' شیخ ریحان رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند شیخ دودود رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے بعد فاتحہ خوانی کے لئے بھی گئے تھے۔"

اگر یہ دونوں روایتیں درست ہیں کہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ' شیخ ریحان رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ملے تھے اور وہاں بعد میں بھی گئے تھے تو یہ روایت صحیح نہیں ہے کہ شیخ رکن الدین ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی شیخ ریحان رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی تھی کیونکہ شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ' حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے تھے اور حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے بہت بعد میں پیدا ہوئے تھے۔

حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کا سندھ میں آنا

Marfat.com

جانا تو ثابت ہے کیونکہ سندھ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بہت سے مرید تھے۔ ہوسکتا ہے کہ حضرت شیخ رکن الدین ملتانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ریحان رحمۃ اللہ علیہ کے بہت بعد میں آئے ہوں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے آنے کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں نے اس گاؤں کا نام رکن پور رکھ دیا ہو۔

صاحب تحفۃ الکرام نے رکن پور کو نیرن کوٹ موجودہ حیدر آباد کے نزدیک بیان کیا ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے سندھ میں دور دور تک سیر وسیاحت کی۔ لازمی طور پر یہ سیر وسیاحت تبلیغی سرگرمیوں کے لئے ہوگی۔ اسی مؤرخ نے دوسری جگہ ''منگھ کے طوق'' کے عنوان کے تحت لکھا ہے:

> ''مشہور پہاڑ ہے حاجی منگھ نامی ایک اہل اللہ بزرگ وہاں مدفون ہیں جو حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر تھے اور اس کے علاوہ حاجی منگھ پہاڑ میں حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی ''کندری'' نامی ایک نہر بھی ہے جس کے دونوں اطراف میں فرحت بخش باغات اور فقیروں کے پرسکون آستانے ہیں۔''

منگھ پیر کراچی کے قریب ہے اور وہاں ایک نہر پر بقول میر علی شیر قانع حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ وہاں گئے تھے اس کے بعد ہی اس نہر کا نام آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر پڑا تھا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ سندھ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سیاحت کا دائرہ کتنا وسیع تھا۔ یہ تو پہلے بھی بیان ہو چکا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سندھ کی سیاحت تبلیغ کے لئے کی ہوگی کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سندھ کو نورِ ایمان سے منور کرنے کے لئے آئے تھے۔

حیدر آباد کے قریب ''گنجہ تکر'' کے نزدیک ٹنڈھ غلام حسین میں حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے چلہ کی جگہ مشہور ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے

حیدر آباد کی طرف بھی سیر و سفر کیا ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور روایت بھی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حیدر آباد کے اطراف میں ساجن سوائی اور تاج الدین طریل رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ملاقاتیں کیں۔

ایک اور روایت کے مطابق ہے کہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے ٹھٹھہ کے پیر پٹھہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ملاقات کی۔

مولانا عبدالقادر نے اپنی تصنیف ''حدیقۃ الاولیاء'' میں حضرت لعل شہباز قلند رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت پیر پٹھہ رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان تعلق کو یوں بیان کیا ہے:

شیخ پٹھہ سرور سلطان دین!
فارسِ میدانِ عرفان و یقین
واصلِ حق صاحب صدق و صفا
مظہرِ مجموعۂ انوارِ حق!
در منِ غارِ جبل ماویٰ گرفت
لعل وش در سنگِ خار جا گرفت
از خلایق دورِ باحق در حضور!
مختفی از چشمہ چوں دردیدہ نور
کس بنودہ مطلعِ برحال شان!
گوہرے بودہ نہاں درجوف کاں
اتفاقاً شیخ عثمان شاہباز
آں شہِ سردارِ دین و سرفراز
ہمرۂ شیخ الشیوخ صدر الدین
شیخ زکریا بہاؤ الدین امین

از صفائی باطن و نور ضمیر!
یافتند آں اہل دل را گوشہ گیر
شیخ پتہ از سر صدق و یقیں
شد مرید شیخ زکریا امیں

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت لعل شہباز قلندر، حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی اور حضرت شیخ صدر الدین عارف رحمۃ اللہ علیہ اس جگہ سے گزرے تھے جہاں شیخ پٹہ رحمۃ اللہ علیہ رہتے تھے۔ جب وہ گزر رہے تھے تو ان کو معلوم ہوا کہ یہاں کوئی اہل دل رہتا ہے اس کے بعد وہ ان سے ملے اور حضرت شیخ پٹہ رحمۃ اللہ علیہ صدق اور یقین سے حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے۔ اس سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے فرزند حضرت شیخ صدر الدین عارف رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سندھ کا تبلیغی دورہ کیا تھا۔

ایک عوامی روایت ہے کہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ سیہون سے لاہوت بھی گئے وہاں سے ہنگلاج اور پھر کراچی آ کر منگھ پیر سے ملے۔ منگھ پیر سے ملاقات کا ذکر تو صاحب تحفۃ الکرام نے بھی کیا ہے جو کہ پہلے بیان ہو چکا۔

یہ بھی روایت ہے کہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے قدیم پاٹ میں حاجی اسماعیل پنوہر رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ملاقات کی۔ قدیم پاٹ کے کھنڈرات کے قریب حاجی اسماعیل پنوہر رحمۃ اللہ علیہ کا مزار آج بھی موجود ہے۔

صاحب تحفۃ الکرام نے مکلی کے بزرگوں کے ضمن میں [illegible] کا ذکر بھی کیا ہے جن کے متعلق لکھا ہے کہ وہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے سگے بھائی یا پھر چچازاد بھائی تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میاں لال یا تو حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سندھ میں آئے تھے یا حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے سندھ میں اقامت

Marfat.com

اختیار کرنے کے بعد سندھ میں آئے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سندھ کی سیر و سیاحت کی تھی۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے تبلیغ کے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ٹھٹھہ میں رہنے کا حکم دیا ہو۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ سیاحت کے دوران رشد و ہدایت کے ساتھ خالقِ حقیقی کی عبادت بھی کرتے رہے۔ تحفۃ الکرام کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کندری نہر پر اور گنجہ ٹکر کے نزدیک چلہ کش ہوئے۔ سیر و سیاحت کے بعد جب سیہون واپس آئے تو وہاں سے شر و فساد اور برائی کو جڑ سے اکھیڑ دیا۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ مستقلاً یادِ حق میں مشغول رہنے لگے۔

صاحب قلندر نامہ نے لکھا ہے:

”حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ سیہون میں تشریف فرما ہوئے اور فساد کو ختم کر کے یادِ حق میں مشغول رہنے لگے۔“

Marfat.com

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت عالم دین

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ مذہبی علوم کے عالم بھی تھے اور فارسی وعربی پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مکمل دسترس حاصل تھی۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی علمی قابلیت کی وجہ سے بیشتر اہل علم حضرات آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور دینی و دنیوی مسائل کے بارے میں استفادہ کرتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یہ بات بھی مشہور ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ الاسلام حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں بطورِ مدرس بھی خدمات انجام دیں۔

مشہور انگریز مؤرخ برٹن لکھتا ہے:

”۱۸۵۲ء میں برصغیر پاک وہند کے مدارس میں جو کتب عام طور پر پڑھائی جاتی تھیں وہ سب کی سب حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف کردہ تھی۔“

کشف و کرامات

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ صاحب کشف و کرامت تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بے شمار کرامات کا ظہور ہوا۔ ذیل میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی چند کرامات کو بطورِ نمونہ بیان کیا جا رہا ہے۔

ہندو عورت کی عقیدت:

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کرامت بھی بہت مشہور ہے کہ سیہون شریف میں قیام کے دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گلے میں ایک گلوبند رہتا تھا جو کہ پتھر کا بنا ہوا تھا۔ اس گلوبند کے وزن کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی گردن ہمیشہ جھکی رہتی تھی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اللہ عزوجل کی عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے تھے۔ اسی حالت میں اکثر آپ رحمۃ اللہ علیہ محلّہ نوگا کے نزدیک ایک گلی میں جا کر بیٹھ جایا کرتے تھے۔ کانوگا ہندوؤں کا ایک مشہور خاندان تھا۔ یہ لوگ پردہ کی سخت پابندی کیا کرتے تھے ان کی عورتوں کو اگر کہیں جانا ہوتا تھا تو وہ ڈولی میں بیٹھ کر جاتی تھیں۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ جب اس گلی میں آ کر بیٹھتے تو اس محلے کی ایک عورت چھپ کر کھڑکی سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کرتی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی بھی اس عورت کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھا۔ چونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گلے میں گلوبند پڑا رہتا تھا اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنا چہرہ اوپر اٹھا کر کسی کی طرف نہیں دیکھتے تھے۔ ایسی حالت میں وہ عورت بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرے کی زیارت نہ کر سکتی تھی۔ یہ سلسلہ کافی عرصہ تک چلتا

رہا وہ عورت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دیدار پر قادر نہ ہو سکی۔ آخر کار ایک دن وہ اس قدر بے تاب ہوئی کہ اس نے کھڑکی سے چھلانگ لگا دی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں آن گری۔ اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ کا دیدار کیا اس کی روح قفس عصری سے پرواز کر گئی۔ اس بات کی خبر پورے محلہ میں پھیل گئی اور لوگ بھاگتے ہوئے آئے تا کہ اس عورت کی لاش کو اٹھا کر لے جائیں۔ عورت کے گھر والوں نے اس کی لاش کو اٹھانا چاہا مگر وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ اس صورت حال کو دیکھ کر ان لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمیں لاش اٹھا کر لے جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر تم سچے دل سے نیت کے ساتھ اس کو اٹھاؤ کہ تم اس کو جلانے کی بجائے دفن کرو گے تو پھر تم اس کو اٹھا سکو گے ورنہ نہیں۔ ان لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے وعدہ کیا کہ وہ عورت کو دفن کریں گے چنانچہ اب انہوں نے لاش کو اٹھانا چاہا تو وہ اٹھائی گئی۔ پھر انہوں نے اسے اسلامی اصولوں کے مطابق اسی محلہ میں بڑے دروازے کے نزدیک دفن کر دیا۔ اب بھی اس کا مزار وہاں موجود ہے اور جب حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک ہوتا ہے تو وہاں سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مہندی اٹھائی جاتی ہے اور بڑی دھوم دھام سے اس کو لے کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ شریف پر لایا جاتا ہے۔

خوشحالی اور شادابی کے دروازے کھل گئے:

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کرامت بھی عقیدت مندوں میں بے حد مشہور ہے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سیہون شریف میں صاحب کرامت ولی اللہ کے طور پر جانے جاتے تھے۔ بے شمار لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت مندوں کی صف میں شامل تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے فیض حاصل کرتے رہتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کی بھلائی اور انہیں راہِ حق پر گامزن کرنے کی غرض سے رات دن خدمت خلق میں مصروف

رہتے تھے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ سیہون شریف اور اس کے اردگرد کے علاقوں میں اس قدر شدید قحط پڑا کہ لوگوں کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے۔ کھانے کی کوئی بھی چیز دور دور تک دکھائی نہ دیتی تھی۔ بارشیں ہونا بند ہو گئیں۔ نہریں خشک ہو گئیں۔ جو پانی تھا وہ بھی زیرِ زمین چلا گیا۔ کنویں سوکھ گئے اور پانی کا کہیں بھی نام ونشان نظر نہ آتا تھا۔ اس قدر خوفناک قحط کی صورت پیدا ہو گئی کہ زندہ بچنے کا کوئی امکان نظر نہیں آتا تھا۔ ہر کوئی پریشانی اور مصیبت میں مبتلا تھا۔ آخر کار علاقے کے سینکڑوں لوگ اکٹھے ہو کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ اقدس کے گرد جمع ہو گئے اور آہ وزاری کرنے لگے اور دہائیاں دینے لگے۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کا شور سنا تو اپنے حجرے سے باہر تشریف لائے۔ لوگوں کی حالت دیکھی نہ جاتی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کو سمجھاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تم سب لوگ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کرو اور میرے پیچھے کھڑے ہو جاؤ میں اللہ عزوجل سے بارانِ رحمت کی دعا مانگتا ہوں تم سب با آواز بلند آمین کہتے جانا۔ لوگ فوراً اس کے لئے تیار ہو گئے اور گڑگڑاتے ہوئے اللہ عزوجل سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہوئے توبہ استغفار کی۔ پھر انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے کھڑے ہو کر دعا کی غرض سے اپنے ہاتھ پھیلا دیئے۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ قبلہ رو کھڑے ہوئے اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور بارگاہ الٰہی میں عاجزی وانکساری کے ساتھ دعا مانگنا شروع کر دی:

> ''اے میرے پروردگار! میں تیرا بڑا ہی مسکین اور عاجز بندہ ہوں گو میرے گناہ اس قدر زیادہ ہیں کہ تیرے حضور کھڑے ہوتے ہوئے شرمندگی محسوس کرتا ہوں لیکن اے میرے پروردگار! میں تیرے ہی حکم کے مطابق تیری بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا ہوں اور اس مصیبت کی گھڑی میں تجھ کو ہی پکارتا ہوں۔ اے باری تعالیٰ!

تو میرے گناہوں کی طرف نہ دیکھ بلکہ اپنی رحمت اور اپنے فضل و کرم سے ہم پر نگاہ کرم فرما۔ یہ تیرے عاجز اور مسکین بندے میرے پاس مشکل حالات میں آئے ہیں میں ان کو تیری بارگاہ میں پیش کرتے ہوئے تیرے حضور فریاد کرتا ہوں۔ اے اللہ! میری فریاد پر توجہ فرما میری دعا کو قبولیت کا شرف عطا فرما اپنے بندوں کو اس قحط سے نجات عطا فرما اپنے آسمانوں کو حکم دے کہ وہ پانی برسائیں اپنی زمین کو حکم فرما کہ وہ رزق اگائے اپنے چشموں اور اپنے دریاؤں کو حکم فرما کہ وہ پانی سے بھر جائیں اپنے کنوؤں کو حکم فرما کہ وہ پانی سے ابلنے لگیں۔ اے اللہ! ہر طرف ہریالی پیدا فرما خوشحالی اور آسائش مہیا فرما۔ اے اللہ! ہم سب پر اپنا رحم و کرم نازل فرما ہم سب کی دعا کو قبول فرما ہمیں اس قحط کے عذاب سے نجات عطا فرما۔ اے میرے پروردگار! ہم تجھے تیرے محبوب حضور نبی کریم ﷺ کا واسطہ دے کر عاجزی وانکساری کے ساتھ التجا کرتے ہیں کہ ہماری طرف سے نظر نہ پھر ہم سے عذاب ٹال دے اپنا خصوصی فضل و کرم نازل فرما اور بارانِ رحمت برسا۔ اے اللہ! تیرے یہ بندے قحط کی وجہ سے پریشان اور مصیبت میں مبتلا ہیں تو ہی ان کی مدد فرمانے والا ہے تو ہی اس مصیبت سے باہر نکالنے والا ہے۔ اے میرے پروردگار! ہم بڑی امیدیں لے کر اپنے دامن پھیلائے دست دعا دراز کئے تیری بارگاہ میں حاضر ہیں ہم پر اپنا فضل و کرم نازل فرما۔ تجھے تیری رحیمی اور کریمی کا واسطہ دیتے ہیں اور یہ امید رکھتے ہیں کہ تو ہماری دعا کو رد نہیں فرمائے گا۔‘‘

ابھی حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ دعا مانگ کر اپنے حجرہ مبارک میں داخل بھی نہیں ہوئے تھے کہ اللہ عزوجل نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور بارانِ رحمت نازل فرمائی۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ عزوجل نے اپنے مقبول بندوں میں شامل کر رکھا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مستجاب الدعوات تھے۔ یہی وجہ تھی کہ لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دعائیں کرانے کے لئے تشریف لاتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اللہ عزوجل کی بارگاہِ اقدس میں ان کے حق میں دعا فرماتے اور اللہ عزوجل' آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کو رد نہیں کرتے تھے۔ اب بھی قحط کے ستائے ہوئے لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہی فریاد لے کر آئے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کے بعد خوب بارش برسنا شروع ہو گئی چشموں میں پانی جاری ہو گیا جو کنویں خشک تھے وہ پانی سے بھر گئے ہر طرف جل تھل ہو گئی کھیتیاں سیراب ہو گئیں لوگوں کو وافر پانی میسر ہو گیا جانداروں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی ہر کوئی خوشی ومسرت سے دیوانہ ہوا جا رہا تھا۔ اللہ عزوجل نے اپنے نیک بندے کے طفیل لوگوں کو قحط کے عذاب سے نجات دے دی تھی ان پر خوشحالی اور شادابی کے دروازے کھول دیئے تھے۔ لوگوں نے اس خوشی کا بھرپور اظہار کیا کھانے پکائے گئے اور غرباء ومساکین میں تقسیم کئے گئے۔

مریض کبھی مایوس نہیں لوٹے:

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی ایک مشہور کرامت یہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آنے والا کوئی بھی مریض کبھی مایوس نہیں جاتا تھا۔ وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کے طفیل بفضلِ باری تعالیٰ صحت یاب ہو کر واپس جاتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب کسی مریض کو دیکھتے تو اس پر گہری نظریں جما دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ اے بیماری! میں اللہ کے نام کا تجھے واسطہ دیتا ہوں کہ تو اس کے پاس سے چلی جا۔ اس جملہ کے کہتے ہی تندرستی

Marfat.com

کے آثار پیدا ہونے لگتے تھے اور مریض افاقہ محسوس کرنے لگتا تھا۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ قرآن پاک کی چند آیات کریمہ تلاوت فرماتے اور پانی پر دم کر کے فرماتے کہ اس پانی کو مریض کو پلاؤ اور مریض کی آنکھوں پر لگاؤ۔ مریض کے لواحقین آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت پر عمل کرتے اس طرح مریض صحت یاب ہو جاتے۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ پانی پر دم کرتے وقت ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھتے' ایک مرتبہ سورۂ الفلق اور سورۂ الناس پڑھتے۔ پھر اس کے بعد کلمہ پڑھتے اور پھر خلفائے راشدین کے نام کے وسیلہ جمیلہ سے مریض کی شفایابی کے لئے اللہ عزوجل سے دعا مانگتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوتی اور ہر طرح کا مریض صحت یاب ہو جاتا اور اس کی بیماری مکمل طور پر رفع ہو جاتی۔

درسِ عبرت:

ایک مرتبہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ سیہون شریف سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ایک گاؤں میں تشریف لے گئے۔ وہاں اس گاؤں کے لوگ گناہوں کی دلدل میں پھنسے ہوئے تھے۔ اللہ عزوجل اور اس کے پیارے رسول حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات کی خلاف ورزی میں پیش پیش رہتے تھے۔ ان حالات میں ضروری تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ان کو جا کر سیدھی راہ دکھاتے اور گناہوں سے منہ موڑ کر نیکی اور بھلائی کی طرف رغبت دلاتے چنانچہ اسی مقصد کی خاطر آپ رحمۃ اللہ علیہ اس گاؤں میں تشریف لے گئے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آمد سے قبل بھی بہت سے نیک صفت بندوں نے اس گاؤں میں آ کر گاؤں والوں کو نیکی کی تلقین کی' راہ نجات کی طرف بلایا مگر ان لوگوں کے دلوں پر کسی وعظ یا نصیحت کا ذرہ بھر بھی اثر نہ ہوا بلکہ وہ وعظ و نصیحت کرنے والوں کو ایذا پہنچا کر گاؤں سے چلے جانے پر مجبور کر دیتے تھے۔ ایسے سرکش اور باغی قسم کے لوگوں کو سمجھانے کی خاطر آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف لے گئے مگر ان لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی

Marfat.com

بات پر بھی دھیان نہیں دیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو واپس چلے جانا پڑا۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے ہر ممکن طریقے سے گاؤں والوں کو سمجھانے کی کوشش کی۔ پیار و محبت' اخلاق و مروت' نرمی و خوش گفتاری غرض یہ کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہر تدبیر سے ان کو سمجھانے کی کوشش کی مگر ان لوگوں پر ذرہ برابر بھی اثر نہ ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بار بار جا کر ان کو سمجھاتے رہتے ان کو راہِ نجات کی طرف بلاتے رہے لیکن انہوں نے بالکل بھی پرواہ نہ کی۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے جب ہر طرح سے ان کو دعوت ہدایت دے کر دیکھ لیا اور اس کا نتیجہ کچھ بھی نہ نکلا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ جلال میں آ گئے اور اللہ عزوجل کی بارگاہِ اقدس میں ان بھٹکے ہوئے لوگوں کے لئے تباہی کی درخواست کی۔ ابھی چند راتیں ہی گزری ہوں گی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں یہ بات بتائی گئی کہ اس گاؤں میں جو لوگ اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہیں جو شریعت مطہرہ کی پابندی کرتے ہیں اور اللہ عزوجل کے احکامات پر عمل کرتے ہیں ان کو حکم دیجئے کہ وہ اپنے گھروں سے باہر نکل آئیں چنانچہ خواب کے اشارے کے مطابق آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس گاؤں میں اعلان کروا دیا کہ جو لوگ اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے ہیں' نیکی اور بھلائی کا کام کرتے ہیں' برائی سے بچتے ہیں اور اس کی مذمت کرتے ہیں وہ سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے اپنے گھروں سے باہر آ جائیں۔ اس اعلان کے سنتے ہی جو اہل ایمان تھے وہ سب اپنے اپنے اہل خانہ کے ساتھ گھروں سے باہر نکلنا شروع ہو گئے اور سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے وہ تمام اپنے گھروں سے باہر نکل آئے۔ ایسے شرارتی قسم کے لوگ جو گناہوں کی دلدل میں بری طرح پھنس چکے تھے وہ اس بات کو مذاق سمجھ رہے تھے اور لوگوں کا مذاق اڑانے میں مصروف تھے۔ وہ کسی خوش فہمی میں مبتلا ہو کر آپس میں ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے کہ کچھ بھی نہیں ہو گا یہ سب کچھ ہمیں

Marfat.com

ڈرانے کی غرض سے کیا جا رہا ہے تا کہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے کہنے کے مطابق عمل کریں اور ان کی پیروی اختیار کریں۔ یہ لوگ اس خوش فہمی میں ہی بتلا تھے کہ آخر کار رات کا پہر شروع ہو گیا۔ شر پسند لوگ اپنے گھروں کو چلے گئے اور جا کر سو گئے۔ نصف شب گزری تھی کہ اچانک زلزلہ کے زبردست جھٹکے آنا شروع ہو گئے سوئے ہوئے لوگ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھے انہوں نے گھروں سے نکل کر بھاگنے کی بھرپور کوشش کی لیکن باہر نکلنے میں کوئی کامیابی نہ ہو سکی۔ اس طرح دیکھتے ہی دیکھتے ان کے گھر الٹ گئے اور وہ اپنے اپنے گھروں میں دب کر مر گئے۔ تمام بدکردار لوگوں کو ان کے کیے کی سزا مل چکی تھی۔ اللہ عزوجل کی قدرت اور اس کے فضل وکرم کی بدولت جو لوگ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھی تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تنگ نہیں کرتے تھے ان لوگوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچا اور وہ اور ان کے اہل خانہ مکمل طور پر محفوظ رہے۔ وہ لوگ پہلے سے زیادہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے گرویدہ اور معتقد ہو گئے۔ اللہ عزوجل کی اس قدرت اور غضب وجلال سے اردگرد کے دیہات کے لوگ بھی متاثر ہوئے اور خوفزدہ ہو گئے۔ لاتعداد افراد گناہوں سے توبہ کر کے صراط مستقیم پر گامزن ہو گئے انہوں نے شریعت مطہرہ کی پابندی کرنا شروع کر دی۔ کہا جاتا ہے کہ اب بھی اس گاؤں کے الٹنے کے آثار موجود ہیں جو کہ دیکھنے والوں کو درسِ عبرت دیتے ہیں۔

خطبہ کی کرامت:

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کرامت یہ بھی بہت مشہور اور زبان زد وعام ہے کہ اللہ عزوجل نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان اور آواز میں اس قدر تاثیر پیدا کی تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان لوگوں کے دلوں میں گھر کر جاتا تھا اور لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کو اس قدر توجہ اور یکسوئی سے سنتے تھے کہ ایک سکوت سا طاری ہو جاتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نماز کی امامت بہت ہی کم کرواتے تھے اور ہمیشہ یہ

کوشش کرتے تھے کہ پاس موجود علمائے کرام میں سے کوئی امامت کروائے۔ جمعتہ المبارک کا خطبہ کا خاص طور پر اہتمام فرماتے تھے۔ سیوستان میں قیام کے دوران دور دراز سے لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا واعظ سننے کے لئے جمعہ کے دن ذوق وشوق سے آتے تھے۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے وعظ کی شہرت دور دراز تک پھیلی ہوئی تھی اور صرف جمعہ کے دن لوگوں کے شوق و ذوق کو مدنظر رکھتے ہوئے جمعہ کے خطبہ کے ساتھ ساتھ امامت کے فرائض بھی خود ادا فرماتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو آواز کی حسن وخوبی سے نوازا تھا جو کہ سننے والوں کو مسحور کر دیتی تھی۔ خوش آواز ہونے کے ساتھ ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آواز میں سوز وگداز بھی تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سنت مبارکہ پر عمل کرتے ہوئے عربی زبان میں بڑا فصیح و بلیغ خطبہ پڑھا کرتے تھے جب کہ دوسرے خطبہ میں سب سے پہلے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود پاک پڑھتے تھے اور پھر خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی تعریف میں کلمات فرماتے تھے اور اس انداز میں بیان کرتے تھے کہ سننے والوں پر رقت طاری ہو جاتی اور وہ ایک خاص قسم کا سرور محسوس کرتے تھے۔ ان کی قلبی کیفیت کا اندازہ نہ ہوسکتا تھا۔ سننے والے محبت وعقیدت کی فضاء میں اپنے آپ کو جھومتا ہوا محسوس کرتے تھے۔ اکثر لوگوں کی دوران خطبہ چیخیں نکل جاتیں، رقت بھرے قلب کے ساتھ روتے روتے ان کی ہچکیاں بندھ جاتی تھیں۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کو خاموشی کے ساتھ خطبہ سننے کی تلقین فرمایا کرتے تھے مگر اس کے باوجود بھی اکثر لوگوں کے ضبط کے بندھن ٹوٹ جاتے اور خوب روتے تھے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ خطبہ ختم فرماتے تھے تو مجمع پر ایک عجیب طرح کی روحانی کیفیت طاری رہتی تھی جو کہ کافی دیر تک جاری رہتی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کی خوبی اور انداز بیاں کا کراماتی اثر تھا کہ جو لوگوں کے اذہان وقلوب پر اثر انداز ہوتا تھا۔

ہمیشہ کے لئے تائب ہو گئے:

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ جب سیوستان میں تشریف لائے تو اس وقت سیوستان میں ایک مسلمان خاندان ایسا بھی تھا جو حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق' حضرت سیّدنا عمر فاروق اور حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہم کی شان میں ناشائستہ کلمات کہتا تھا۔ خاندان کے ایک رئیس کی یہ عادت تھی کہ وہ ہر ماہ چاند کی تین تاریخ کو ایک بلند مقام پر کھڑا ہو جاتا اور اپنی جماعت کے لوگوں کے سامنے ان خلفائے ثلاثہ کو برا بھلا کہتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب سیوستان میں قدم رکھا تو لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی شکایت کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وہ تینوں بزرگ اللہ عزوجل کے ہاں مقبول ہیں اور اللہ عزوجل کے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب ہیں لہٰذا اللہ عزوجل خود ہی فیصلہ فرمائے گا۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان کے کچھ دنوں بعد اس رئیس کا انتقال ہو گیا۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس کے مرنے کی خبر ملی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے خاندان والوں کو کہلا بھیجا کہ اس کی قبر میں سانپ بھرے ہوئے ہیں اور قبر سے باہر نکل رہے ہیں چنانچہ جب خاندان والوں نے اس کی قبر پر جا کر دیکھا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بات کو سچ پایا۔ قبر میں سانپ نکل نکل کر زمین کے ایک سوراخ میں داخل ہو رہے تھے۔ وہ لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور توبہ کر کے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید بن گئے اور ہمیشہ کے لئے خلفائے ثلاثہ کو برا کہنے سے ہمیشہ کے لئے توبہ تائب ہو گئے۔

مسواک درخت بن گئی:

ایک مرتبہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ اپنی خانقاہ اقدس کے صحن میں بیٹھ کر وضو فرما رہے تھے۔ اس جگہ پر کافی دھوپ تھی اور کوئی سایہ نہیں تھا۔ دھوپ کی تپش کو دیکھتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چند مریدوں نے عرض کیا کہ حضرت! ہم اس جگہ پر ایک سایہ دار درخت لگائیں گے تاکہ کچھ مدت کے بعد یہاں پر سایہ ہو جائے اور اس درخت

Marfat.com

کے سائے میں بیٹھ کر لوگوں کو راحت ہو۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ وضو سے فارغ ہوئے تو اپنے ایک عقیدت مند کو اپنی مسواک دیتے ہوئے فرمایا کہ اس مسواک کو اسی جگہ پر زمین میں تھوڑی سی دبا کر کھڑی کر دو۔ عقیدت مند نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کے مطابق عمل کرتے ہوئے مسواک کو زمین میں لگا دیا۔ اللہ عزوجل کی قدرت سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت یہ ظاہر ہوئی کہ اگلے دن ہی اس مسواک سے ہری شاخیں نمودار ہوگئیں اور چند ہی دنوں میں دیکھتے دیکھتے یہ چھوٹی سی مسواک ایک درخت کی شکل اختیار کر گئی اور یہ ایک سایہ دار درخت بن گئی۔

کہا جاتا ہے کہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمتہ اللہ علیہ جب تک حیات ظاہری کے ساتھ اس دنیا میں موجود رہے اس درخت کی نشوونما ہوتی رہی اور یہ درخت بڑھتا پھیلتا رہا لوگ اس درخت کے سایہ سے مستفید ہوتے رہے۔ جس دن آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا تو درخت نے خود بخود سوکھنا شروع کر دیا۔ لوگوں نے بڑی کوشش کی کہ کسی طرح یہ درخت ہرا بھرا رہے اس کی جڑوں میں پانی ڈالتے رہے لیکن سب کچھ بے سود ہی رہا۔ درخت مسلسل سوکھتا رہا اور چند دنوں میں ہی اس کا نام ونشان بھی باقی نہ رہا۔ اس درخت کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب تک وہ درخت موجود رہا کسی شخص کو یہ نہ معلوم ہو سکا کہ یہ کس چیز کا درخت ہے؟ اس درخت پر سوائے گھنی شاخوں اور ہرے بھرے پتوں کے اور کچھ نہیں تھا اور نہ ہی اس درخت پر کوئی پھول لگتا تھا اور نہ ہی کسی قسم کا کوئی پھل لگتا تھا۔

پرندوں کی حاضری:

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں انسانوں کے علاوہ پرندے بھی حاضری کا شرف حاصل کیا کرتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مہمان ہوا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ کے ساتھ ہی ایک ٹوٹی ہوئی دیوار تھی جس پر صبح وشام پرندے دور

Marfat.com

دراز سے آکر بیٹھتے تھے اور اپنی اپنی بولیاں بولنا شروع کر دیتے تھے۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے ان پرندوں کے دانہ پانی کا انتظام اپنے ہاتھوں میں رکھا ہوا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر روز صبح و شام ان پرندوں کو دانہ ڈالتے تھے اس دوران بہت سے پرندے دیوار سے اڑ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جسم پر بیٹھ جایا کرتے تھے اور جب آپ رحمۃ اللہ علیہ زمین پر دانہ ڈال دیتے تو وہ تمام پرندے دانہ کھانے میں مشغول ہو جاتے تھے۔ ساری زندگی پرندوں کی مہمان نوازی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا معمول رہی۔

رمضان المبارک اور قاضی شہر:

ایک مرتبہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ روٹی پکا رہے تھے کہ اسی اثناء میں شہر کا قاضی ادھر سے گزرا۔ اس نے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو روٹی پکاتے ہوئے دیکھا تو کہا حضور! یہ رمضان المبارک کا مہینہ ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ روٹی پکا رہے ہیں؟

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی کی بات سنی تو اسی وقت روٹی کو آگ میں دبا دیا اور خود اپنا چہرہ چادر سے ڈھانپ لیا اور مراقبے میں بیٹھ گئے۔

جب رمضان المبارک کا سارا مہینہ گزر گیا اور عید الفطر کا دن آ گیا تو قاضی ایک مرتبہ پھر حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سے گزرا۔ اس نے اسی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کو عبادت میں مشغول دیکھا تو کہنے لگا حضور! رمضان المبارک کا مہینہ تو ختم ہو گیا۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً اپنا سر مبارک اٹھایا اور فرمایا:

''پھر تو اب ہماری روٹی بھی پک چکی ہو گی۔''

یہ فرما کر حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے آگ میں سے روٹی نکالی تو وہ اسی حالت میں تھی۔

Marfat.com

کلام حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ شعر وسخن سے بھی دلچسپی رکھتے تھے اور اپنے دور کے شعراء میں ایک ممتاز مقام کے حامل تھے۔ عشق کا موضوع آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری کا نمایاں پہلو ہے۔ اس موضوع پر ہر صوفی نے اپنے انداز سے سخن آرائی کی ہے لیکن حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا ہی قلندری رنگ ہے جو ان کی شاعری میں جا بجا نظر آتا ہے۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار سے عجیب سرور و مستی جھلکتی ہے اور بندے کو عشق حقیقی کے اسرار و رموز سے آگاہ کرتی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عشق حقیقی کی درمیانی کڑی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرار دیا ہے جو کہ مالک حقیقی کے محبوب خاص ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خیالات عام صوفیانہ اصطلاحات سے مختلف اور منفرد ہیں۔ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی زبان چونکہ فارسی تھی اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی شاعری کے لئے اس زبان کو ہی اپنا ذریعہ بنایا ہے۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا اگر گہری نظر سے جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کلام بامقصد' باپیغام' لب ولہجہ کے لحاظ سے منفرد اسلوب' بیان دلکش' عقائد اور مسائل قلندری کا نہ صرف مجموعہ نظر آتا ہے بلکہ عشق کی گہرائیاں اور پنہائیاں لئے ہوئے نظر آتا ہے۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کی سب سے حد کمال تک پہنچی ہوئی

Marfat.com

بات آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مستی کا اس میں کارفرما ہونا نظر آتا ہے۔ اس میں جوش و جذبہ کی فراوانی اس قدر زیادہ ہے کہ اس سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خیالات عام صوفیانہ اصطلاحوں سے مختلف اور منفرد نظر آتے ہیں۔

خلائق گر کند برمن ملامت زیں سبب ہر دم
مگر نازم برایں ذوقیکہ پیش یار می رقصم
منم عثمان مروندی کہ یار خواجہ منصورم
ملامت می کند خلقے و من بردار می رقصم

☆☆☆

براہ عاشقی غم یار باید
رخش زر دو تنش بیمار باید
نباید فکر و دیگر ہیچ گاہے!
بدر دو محنتش دشوار باید!
بخواری ذلحت انس گیرد
بہ آہ و نالہ ہر دم زار باید
زلذات جہاں آرزو گردو
ہمیشہ دیدہ اش خونبار باید
تنش بیمار باید از غم عشق
دلش از تیر عشق افگار باید
بیا عثمان اگر وصلش بخواہی
ترا اول قدم بردار باید

☆☆☆

Marfat.com

اے شاہ شاہ شاہ بقا با گدا نما
اے ماہ ماہ ماہ وفا با گدا نما
از محنت فراق چگویم دردِ دل
از شربت وصال عطا با گدا نما!
در دم زحد گذشت وندانم چہاکنم
از مرہم وصال شفا با گدا نما!
ہستم گدائے کوئے تو خواہم لقائے تو
شاہا جمال خود زسخا با گدا نما
ہم حاضری و ناظری در جملہ کائنات
انوارِ ذات عزوعلا با گدا نما
عثمان مدام از تو ترا خواہد از کرم
با خود بکش ز لطف ، لقا با گدا نما

☆☆☆

نمی بینی نمیدانی چہ می درزی چہاداری
چہ نادانی نمی دانی چہ می درزی چہاداری
تو مرغ لامکان بودی' فرد ماندی دریں فانی
کہ نادان تر نادانی چہ می درازی چہاداری
جواہر خود ستم آری گہر گیری خزف چینی
مگر کوری نمی دانی چہ می درزی چہاداری
بیکدم میتونی ہر دو عالم را خریدن تو
دلے قیمت نمی دانی چہ می درزی چہاداری

Marfat.com

چہ مغروری دریں فانی کہ فانی خود نمی ماند
دریغا درچہ سامانی چہ می درزی چہاداری
برین بازی چہ می نازی کہ بازی نیست خود قائم
بیا بگذر ازیں فانی چہ می درزی چہاداری
اگر ترک جہاں گیری شوی سلطان عالم را
سر افلاک گزارنی چہ می درزی چہاداری
بیا عثمان چہ درماندی فنا شوپیش از مردن
نہ میری چون زخود مانی چہ می درزی چہاداری

☆☆☆

رسیدم من بدریائے کہ موجش آدمی خوارست
نہ کشتی اندران دریا نہ ملاحے عجب کارست
شریعت کشتی وارد طریقت بادباں او
حقیقت لنگرے دارد کہ راہ فقر دشواراست
چو آتش جملہ خون دیدم تبرسیدم ازاں دریا
بدل گفتم چرا ترسی گذر باید کہ ناچارست
نداز حق چنیں آید مگر از جاں می ترسی
ہزاران جاں مشتاقاں دریں دریا نگونسا راست
بگفتم من ہمی آیم مگر بستم جو غواصاں
چہ ترسم از نگہبائے کہ گل پیوستہ با خارست
آیا عثمان مروندی سخن با پردہ داران گو
نیابی در جہاں یاربی جہانے پرز اغیارست

☆☆☆

کمند عشق در گردن مرا مسرور خوش آید
خم و خمار و خرم ہم ازاں مخمور خوش آید
تجلی جلالم کرد موسےٰ رابہ بے ہوشی
بہ بین کار جلالم راکہ چوں بر طور خوش آید
بیا اے مرد و رازے بین ازیں جا تو چرا لرزی
شہنشاہم بزم من ہمہ مذکور خوش آید
قلندر من و شہبازم مرا آشیانہ گوناں گوں
بہر جا میردم آنگاہ با من نور خوش آید

☆☆☆

گر خدارا دوست داری خامشی باید گزید
باہزاراں شور وزاری خامشی باید گزید
چون زباں بندی دلت ہم خندو از فرخندگی
ہمچو گلہائے بہاری خامشی باید گزید
خامشی مس وجودت را کند زر بے خلاف
در دو عالم سر بر آری خامشی باید گزید
دار دائم در حضور دوست خود رادم بدم
جملگی باحق سپاری خامشی باید گزید
در زمین دل ہمیں تخم محبت رابکار!
ز آب دیدہ کشت کاری خامشی باید گزید
گفتگو باد خزاں است و بہاری قلب را

Marfat.com

نیست روئے رستگاری خامشی باید گزید
دمبدم چوں باغبان شو پاسبان باغ دل
یک زماں غفلت نیاری خامشی باید گزید
در طلبگاری و صالش بندہ عثماں ببیں
میکند شب روز زاری خامشی باید گزید

☆☆☆

چہ بندی دل دریں نابود آخر
کہ نتوانی در و آسود آخر!
بجز درد تو من کارے ندارم
دھد لیکن ستاند زود آخر
نہ بند و دل بدنیا مرد عاشق
ہر آنکو بست شد مردود آخر
کہ دنیا جائے حظ کافراں است
ز جائے دوستان معبود آخر
اگر دنیا تمامی گنج دارد
بود آں گنج زہر آلود آخر
اگر مرد خدائی دل چہ بندی؟
بباشی زیں بدر خوشنود آخر
فدا کن جان و تن در راہ جاناں
اگر خواہی رہائی زود آخر
نباشی زین جہاں بے غم زمانے

Marfat.com

نگہ کن جملہ را بر بُود آخر
بیا عثمان بدر کن دل ز عالم
اگر خواہی ز حق بہبود آخر

☆☆☆

خورشید دو عالم' تاباں شد است مارا
از عرش تا سراپا' غلطاں شد است مارا
''روح الامین'' بسوز و یک مو' اگر بجند
ہر صبح و شام ز آں چا طیراں شد است مارا
آں راں کہ قدسیاں را دشوار سخت آید
از فضل حق تعالیٰ' آساں شد است مارا
چیزے کہ انبیاء راہ' مکاں زبود گاہر
آں چیز خو با آساں' امکاں شد است مارا
افلاک یا کواکب' مکاں ملاء اعلیٰ
ہر یک ز چاکری ماشاداں شد است مارا
احمد بعرش اعلیٰ' موسیٰ بکوہ نالہ
از لطف در کنازش' طیران شد است مارا
امروز شاہ شاہان مہماں شد است مارا
جبرئیل با ملائک دربان شد است مارا
براق لا ویالی' زیر رکاب من است
صحرا لایزالی' میداں شد است مارا
دربار گاہ وحدت' کثرت چہ کار آید

ہژدہ ہزار عالم یکساں شد است مارا
ذات کہ بچگونہ صورت نہ بود ہرگز
آں ذات خود بصورت عیاں شد است مارا
خال خجستہ میموں اختر بلند طالع
بے برگ بے نوائے آساں شد است مارا
بیند روئے مارا دوزخ حرام گردو
کان دہن بستہ غنچہ خنداں شد است مارا
اوصاف ذات خودرا ایز دیداد مارا
بر کشف ایں عجائب پایاں شد است مارا
بت خانہ جہاں را بسیار سیر کر دم
با ذوق ایں معالی عرفاں شد است مارا
دریا کے بے نہایت پایاں کجا است اورا
بنگر بغیر کشتی پایاں شد است مارا
با خلق احتیاجی عثمان نہ ماند اینجا
زیراں کہ در اطاعت یزداں شد است مارا

☆☆☆

جام مہر علی ز در دستم
بعد از جام خرد ام مستم
کمر اندر قلندری بستم
از دل پاک حیدری ہستم
حیدری ام قلندرم مستم

Marfat.com

بندۂ مرتضٰی علی ہستم
از مئے عشق شاہ سر مستم
بندہ مرتضٰی علی ہستم
من بغیر از علی ندا نستم
علی اللہ از ازل گفتم
اسد اللہ است ید اللہ است
ولی اللہ است مظہر اللہ است
حجت اللہ قدرت اللہ است
بے نظیر ذات اللہ است
شاہ اقلیم ہل اتی خوانم
مالک تخت ، قل کفٰی خوانم
صاحب سیف لافتٰی خوانم
والئی تاج انما خوانم
آنچہ در وصف مرتضٰی گفتم
باز قول مصطفٰی ، گفتم
حرف حق است برشما گفتم
سر اسرار برملا گفتم

☆☆☆

آن شاہ ہر دو عالم عربی محمد است
مقصود بود آدم عربی محمد است
ماراز جرم حال پریشاں ولے چہ غم

Marfat.com

چوں پیشوائے عالم عربی محمد است
مارا چہ غم بود کہ چنیں سایہ سر براست
غم خوار حال زارم' عربی محمد است
بخشم مدد نمود کہ ازامتش شدم
مطلوب و جان جانم' عربی محمد است
ختم رسل' چراغ رہ دین نور حق!
آن رحمت دو عالم' عربی محمد است
آں سرور خلائق و آں رہنمائے دین
آں صدر و بدر عالم' عربی محمد است
آں کعبہ معارف و آن قبلہ یقین!
آں شاہ دین پناہم عربی محمد است
کن پیروی راہ دے اربادیت نجات
شاہنشاہ معظم عربی محمد است
عثمان چوشد غلام نبی و چہار یار
امیدش از مکارم ' عربی محمد است

Marfat.com

آن شاہ ہر دو عالم عربی محمد است

آن شاہ ہر دو عالم عربی محمد است
مقصود بود آدم عربی محمد است

صد شکر آں خدائے کہ پشت و پناہ خلق
شاہنشاہے مکرم' عربی محمد است

ماراز جرم حال پریشاں ولے چہ غم
چوں پیشوائے عالم عربی محمد است

مارا چہ غم بود کہ چنیں سایہ سر براست
غم خوار حال زارم' عربی محمد است

بختم مدد نمود کہ ازامتش شدم
مطلوب و جان جانم' عربی محمد است

ختم رسل' چراغ رہ دین نور حق!
آن رحمت دو عالم' عربی محمد است

آں سرور خلائق و آں رہنمائے دین
آں صدر و بدر عالم، عربی محمد است

آں کعبہ معارف و آن قبلہ یقین!
آں شاہ دین پناہم عربی محمد است

کن پیروی راہ دے اربادیت نجات
شاہنشاہے معظم، عربی محمد است

عثمان چوشد غلام نبی و چہار یار
امیدش از مکارم، عربی محمد است

Marfat.com

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا وصال

اس کی نفرت بھی عمیق، اس کی محبت بھی عمیق
قہر بھی اس کا ہے اللہ کے بندوں پر شفیق
پرورش پاتا ہے تقلید کی تاریکی میں
ہے مگر اس کی طبیعت کا تقاضا تخلیق

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے دریائے فیض سے بہت سے لوگ مستفیض ہوئے لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خاص طالب عبداللہ شاہ ابدال' سکندر بودلو بہار' سیّد میر کلاں' سیّد علی سرمست اور عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہم تھے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کا وقت قریب ہوا تو اپنے طالبوں کو ہدایت دے کر مراقبہ میں بیٹھ گئے اور اسی حالت میں وصال فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو غسل دے کر وہیں پر مدفون کر دیا گیا جہاں پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے تکیہ بنایا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے غسل کی جگہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ کے مغرب میں ہے۔

لب تاریخ سندھ کے صاحب نے ''برحمت'' سے تاریخ وصال نکالی ہے اور سن وصال ۶۵۱ھ بمطابق ۱۲۵۱ء اور تاریخ وصال ۲۱ شعبان المعظم بیان کی ہے۔ دوسرے بہت سے لکھنے والوں نے بھی یہی سن وصال دیا ہے۔ اس کے لئے مندرجہ ذیل شعر مثال کے طور پر دیا جاتا ہے:

بجو تاریخ شمس الدین عثمان
بدرکن ''رنج'' از فلک کرامت

سن عمر ش علی اللہ وفاش!

سروشِ غیب میگوید! "برحمت"

یعنی ۵۳۸ھ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ہوئی۔ ۱۱۲ سال آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک تھی اور ۶۵۰ھ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا۔

"مقالات الشعراء" میں میر علی شیر قانع نے سن وصال ۶۷۳ھ بمطابق ۱۲۷۴ء بیان کیا ہے۔

میر علی شیر قانع نے اپنی دوسری کتاب "تحفۃ الکرام" میں بھی یہی تاریخ بیان کی ہے۔

شمس العلماء مرزا قلیچ بیگ مرحوم نے اپنی کتاب "قدیم سندھ" میں بھی یہی سن وصال بیان کیا ہے۔

کچھ کتب سیر میں ۷۲۴ھ بھی آیا ہے۔ اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سن وصال ۶۵۰ھ قبول کیا جائے گا تو پھر سلطان محمد سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات قبول نہیں کی جاسکتی کیونکہ پہلے آچکا ہے کہ سلطان محمد سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات ۶۶۳ھ یا ۶۶۶ھ میں ہوئی تھی۔ سلطان محمد سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کا ذکر مستند تاریخوں میں آیا ہے۔ اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سن وصال ۶۷۳ھ ہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔ مذکورہ شعر میں سن وصال ۶۵۰ھ کے ساتھ ولادت کا سن ۵۳۸ ہجری آیا ہے اور وہ بھی صحیح معلوم نہیں ہوتا۔

ماہ شعبان میں ۱۸ سے ۲۰ تاریخ تک ہر سال حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا عرس ہوتا ہے جس میں دور دور سے لوگ آکر شریک ہوتے ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ عرس میں صرف سندھ ہی نہیں بلکہ مکران، پنجاب، بلوچستان، سرحد اور ایران کے لوگ بھی شریک ہوتے ہیں۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا جب وقت وصال قریب آیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

نے خادموں سے فرمایا مجھے اٹھا کر بٹھا دو۔ خادموں نے حکم کی تعمیل کی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ بغیر کسی سہارے کے بیٹھ گئے اور زبانِ مبارک سے فرمایا:

''میرا کوئی ساتھی نہیں ہے، میرا سب سے بڑا سہارا اللہ عزوجل کی ذات مبارک ہے۔ میرے رفیق محبوب اللہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اصحاب رضی اللہ عنہم ہیں۔ میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم ستاروں کی مانند ہیں اور ان میں سے جس کی بھی پیروی کرو گے فلاح پاؤ گے خاص طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چار اصحاب جو کہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم ہیں اور ان میں سے خاص وہ دو جو شیخین کے لقب سے مشہور ہیں یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔''

ان کلمات کے بعد حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے آسمان کی جانب نگاہ اٹھائی اور دونوں ہاتھ بند کر دیئے اور فرمایا:

''اے اللہ! اپنے دین کا بول بالا فرما اور اپنے دین کے راستہ پر چلنے والوں کو اپنا دوست بنا۔ اے اللہ! جو تیرے بندے تیرے سچے اور آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت کریں اور تیرے مقبول بندوں میں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے نقش قدم کو سامنے رکھیں اور ان کے بتائے ہوئے راستے پر عمل کریں۔''

ان کلمات کے بعد حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے کلمہ پڑھا اور اپنی جان خالق حقیقی کے سپرد کر دی۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ قلندرانہ زندگی رکھتے تھے مگر دین کی تبلیغ و اشاعت کے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب

Marfat.com

تبلیغ کی نیت سے اپنی خانقاہ سے باہر نکلتے تو دیر تک اللہ عزوجل سے مناجات کرتے اور اس کے بعد تبلیغ شروع کرتے۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ اپنا زیادہ وقت عبادت اور مجاہدے میں گزارتے اور مقررہ کردہ اوقات میں خانقاہ سے باہر تشریف لا کر دین و تصوف کی تعلیم دیتے۔ ہمیشہ موٹا کپڑا پہنتے اور معمولی غذا استعمال کرتے۔ ہر شخص سے اخلاق و محبت سے پیش آتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سے کوئی سائل مایوس نہ جاتا تھا۔ لوگ اپنی مشکلات کے حل کے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دعا کے لئے حاضر ہوتے۔ بہت سے یتیم بچے اور بیوہ عورتیں ایسی تھیں کہ خانقاہ سے ان کا روزینہ لگا ہوا تھا اور وہ آ کر لے جاتے تھے۔

خانقاہ کے ساتھ ایک مسجد بھی تھی جہاں حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کو پانچ وقت نماز پڑھاتے تھے۔ ہر نماز کے بعد حاجت مندوں کا ایک ہجوم لگ جاتا اور وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گرد حلقہ بنا کر بیٹھ جاتے اور اپنے دینی و دنیاوی مسائل بیان کرتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ان کے مسائل کا شافی حل فرماتے۔

Marfat.com

مزارِ پاک کی عمارتیں

مزارِ پاک کی تعمیر سے متعلق مزار پر لگے ایک کتبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ۷ رجب ۷۵۷ھ کو ملک اختیار الدین نے جو فیروز شاہ تغلق کے زمانے میں سیہون کا حاکم تھا اس نے مزارِ پاک تعمیر کرایا جو چھ گنبدوں پر مشتمل تھا اور اس پر حسب ذیل کا کتبہ لگایا گیا ہے۔

بعہد دولت فیروز شہ سلطان ، دین پرور
کہ خاک در گہش سازند شاہان جہاں افسر
از ان گاہی کہ بر تخت شہنشاہی نشست ایں شہ
سراسرگشت از گیتی شعاع دولتش انور
عمارت شد مقام شیخ عثمان ، پیر مروندی
ولی اللہ کہ او باز سفید بحر بودو بر
اگرچہ اولیا ، اندر زمان شیخ بس بودند
ولیکن در کرامت بود اداز ہمگناں برتر
چہ زیبا بار گاہی شد بہ ہفت طاق شش گنبد
کہ رنگ نہ فلک گشتہ زرشک بام اداخضر
بروز ہفتم از ماہ رجب منہی شد ایں روضہ
بسال ہفت صد پنجاہ ہفت از ہجرت مہتر

Marfat.com

بنالیش کرد والی اختیار الدین ملک ارشد
امیر عادل و باذل تہمتن ثانی اسکندر!
کہ تابودہ است سیوستان بنودہ است ایں چنیں والی
تقی و مشفق و مکرم سخی و پاک دین پرور!
امید آں ہست می باید جزائی ایں چنیں خیری
ہزاراں قصر در جنت بفضلِ ایزد اکبر!

''فیروز شاہ جو دین پرور حکمران تھا کے دور حکومت میں حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ پاک تعمیر کیا گیا جب وہ شاہ تخت شہنشاہی پر بیٹھا تو اس کی حکومت کی کرنیں پوری دنیا میں پھیل گئیں۔ عثمان مروندی رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک کی عمارت جو ولی اللہ تھے سفید و خوبصورت پتھروں سے تعمیر کی گئی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک کو ریشم سے لپیٹا گیا اور خوبصورت گنبد اور بہشتی دروازے قائم کئے گئے جن کہ اوپر تک اس کا رنگ سبز تھا۔ اگرچہ ان کے زمانے میں بہت سے اولیاء تھے لیکن ان کی کرامت سب سے زیادہ تھی۔ ماہ رجب کی ساتویں تاریخ کو یہ مزارِ مبارک تیار ہوا اور سال سات سوستاون ہجری (۷۵۷ھ) کا تھا۔ اس مقبرے کو حکمران اختیار الدین نے تعمیر کرایا بلاشبہ وہ عادل اور ثانی سکندر حکمران تھا۔ جب تک سیوستان کا حکمران تھا اس کی دین پروری' سخاوت' شفقت' زہد و تقویٰ مشہور تھا اللہ عزوجل انہیں اس کار خیر کی ضرور جزا دے گا۔''

اس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ پاک سب سے پہلے فیروز شاہ تغلق کے زمانہ میں تعمیر ہوا۔

Marfat.com

اسی طرح ''سیوستان'' کے والی نے فیروز شاہ تغلق کے زمانہ میں ۷ صفر ۷۵۸ھ میں ولی اللہ علاء الحق بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر ایک گنبد بنایا جس پر ذیل کا کتبہ نصب ہے:

شد بنا ایں گنبد عالی بعہد شہریار
شاہ فیروز آنکہ بگرفتہ ست گبراں زد فرار
می سزد ہر بندہ درگاہ شاہِ دہررا
کو کند در ہرفرازی بر سلاطین افتخار
برسر قبر ولی اللہ علاؤ الحق علی
بود از بغداد اندر صف پاکاں شہوار
بس بزرگ و باکرامت ہست ایں پیر عزیز
ہر زماں باد بقبرش رحمتہا یزد نثار
ہفتم از ماہ صفر منہی شد ایں مرقد سبال
ہفقد پنجاہ ہفت از ہجرت احمد شمار
کر بنا یدش ملک سیرت ملک ارشد کہ او
ہست اندر عدل و بزل خلق واحسان نامور
چونکہ ذات او درین شہر سیوستان آمدہ
تازہ از سرگشت آں بقعہ سباں نو بہار

''شہریار کے زمانہ حکومت میں مزار مبارک تعمیر کیا گیا یہ سب کچھ شاہ فیروز کے حکم کے تحت ہوا اس نے یہ روضہ تعمیر کرا کر سلاطین میں سربلندی حاصل کی بلاشبہ ولی اللہ کی قبر کی تعمیر بغداد کے صالح حکمران کے ہاتھوں ہوئی۔ یہ قبر مبارک ۷۸۵ھ کو تیار ہوئی۔ دعا ہے اللہ عزوجل اس عظیم شخص کی مبارک قبر کا نگہبان رہے۔ بادشاہ

Marfat.com

نے اپنے عہد حکومت میں یہ قبر بنوا کر نہایت عمدہ کام کیا۔"

اس کے بعد ترخان خاندان کے حاکم مرزا جانی بیگ نے اپنے دورِ حکومت میں کمال عقیدت سے مزارِ پاک کی عمارت کو از سر نو تعمیر کروانا شروع کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ کتبہ میں جو علاؤ الحق علی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا نام آیا ہے وہ سیّد علی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ہی ہیں جو بغداد میں حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور خلیفہ مقرر ہوئے تھے۔

صاحب "قلندر نامہ" کا بھی یہی خیال ہے وہ لکھتے ہیں:

"جب حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ پاک مکمل ہو گیا تو سات ماہ بعد تاریخ ۷ صفر ۷۵۸ھ کو سیّد علی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے خادم اور وزیر کے مزار پر بھی ایک مختصر گنبد بنوایا۔"

یہ کتبہ سیّد علی وزیر رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک کے شمال کی طرف موجود ہے لیکن مکمل پڑھنے میں نہیں آتا۔ ان دونوں کتبوں کے درمیان ایک دوسرا کتبہ نستعلیق خط میں بھی موجود ہے جو کہ شاہ جہان کے مشہور امیر سیّد بھورہ عرف دیندار خان نے لگوایا۔ اس کتبہ کا متن ذیل ہے:

"چوں در عہد سلطان فیروز مرحوم روضہ قدیم حضرت مخدوم بنا شدہ بوہ داین دو سنگ تاریخ نوشتہ دراں نصب کردہ بودند آخر چوں گنبد کلاں در عہد میرزاں جانی بیگ ترخان بنا یافتہ این سنگ ہائے برہم افتادہ بودندی فی الحال ایں فقیر سیّد بھورہ عرف دیندار خان در عہد دولت حضرت صاحب قرآن ثانی صحن روضہ را ترتیب دادہ و دوسبھ تیار ساخت این دو سنگ راہم در دیدار خانقاہ نیہا دتا یادگار سلاطین گذشتہ می باشد۔"

"جب سلطان فیروز شاہ کے زمانہ میں روضہ مکمل ہوا تو اس کی

Marfat.com

تاریخ سنگی پتھر پر لکھوائی گئی تھی اس کے بعد مرزا جانی بیگ کے زمانہ میں جب بڑا گنبد بنوایا گیا تو یہ فیروز خانی کتبہ والا پتھر گر گیا جب اس فقیر سیّد بھورے شاہ عرف دیندار خان نے شاہ جہان بادشاہ کے زمانہ میں روضہ کا صحن تعمیر کروایا تو ان پتھروں کو خانقاہ کی دیوار میں لگوا دیا تاکہ پچھلے بادشاہوں کی یادگاریں قائم رہیں۔"

اس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ پاک سب سے پہلے فیرُوز تغلق کے زمانہ میں تعمیر ہوا۔ اس کے بعد اکبر کے زمانہ میں مرزا جانی بیگ نے بنوایا۔ جانی بیگ کی وفات کے بعد غازی بیگ نے مزارِ پاک کی مرمت کروائی۔ شاہ جہان کے زمانہ میں سیّد بھورہ عرف دیندار خان نے مزارِ پاک کی عمارت کو مکمل کروایا اور خانقاہ کے صحن کو کاشی کی اینٹوں سے مزین کیا۔ بعد میں میاں غلام شاہ کلہوڑا حاکم سندھ نے ۱۱۷۳ھ میں مزارِ پاک میں پتھر کا فرش لگوایا اور بلند دروازہ تعمیر کروایا اور ایک علم بھی بھیجا۔ ۱۳۱۹ھ میں لونگ فقیر کے خلیفہ لعل محمد نے مقبرہ علی وزیر کے مشرف میں ایک مسجد تعمیر کروائی۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک کا کٹہرا لاڑکانہ کے زمیندار محبوب خان نے بنوایا۔ مزارِ پاک کے دروازے پر ۱۳۱۲ھ میں اوستہ نور محمد صقیل گر نے چاندی چڑھائی۔

سیہون شریف کے جنوب میں ریلوے لائن کی دوسری طرف "لعل باغ" ہے جس میں کھجور، لیموں اور بیر وغیرہ کے درخت ہیں۔ یہ باغ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہے اور یہ بات مشہور ہے کہ اس جگہ پر حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے چلہ کشی کی تھی۔

Marfat.com

عرس کی رسومات

خرید سکتے ہیں دنیا میں عشرت پرویز
خدا کی دین ہے سرمایۂ غم فرہاد
کئے ہیں فاش رموزِ قلندری میں نے
کہ فکر مدرسہ و خانقاہ ہو آزاد

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ میں تین وقت نوبت لگتی ہے۔ ایک شام کے وقت، دوسری رات کے وقت جبکہ دروازہ بند کیا جاتا ہے اور تیسری تہجد کے وقت جب درگاہ کا دروازہ دوبارہ کھول دیا جاتا ہے۔ اس نوبت کے اوقات کا زمقرر کرنے کے لئے قدیم زمانہ کا گھڑیال رکھا ہوا ہے۔ اس کے قریب ایک دیگچہ میں پانی بھرا ہوا ہوتا ہے جس میں ایک سوراخ دار پیالی پڑی ہوتی ہے جس میں باریک سوراخ سے پانی رس رس کر اندر آتا رہتا ہے۔ جب یہ پیالی ڈوب جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ ایک گھڑی گذر گئی اس طرح اوقات معلوم ہوتے رہتے ہیں اور جب ایک گھڑی گذر جاتی ہے تو نوبت پر چوٹ لگائی جاتی ہے جس سے ایک گھڑی گذرنے کا اعلان ہوتا ہے۔ تین وقتی نوبت کو دھمال کہا جاتا ہے۔

دراصل دھمال ہندی زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معنے "شوروغل" "تھپ" اور "چوٹ" اور "دھماچوکڑی" وغیرہ کے ہیں۔ اصطلاحاً یہ ایک قسم کا راگ ہے جو فقیر عموماً الاپتے ہیں۔ سندھی لغت مطبوعہ ۱۸۷۳ء کے مطابق:

Marfat.com

''دھمال ایک سر کا نام ہے جو ہولی کے زمانہ میں الاپہ جاتا ہے اور ''دھمار'' ایک تار کا نام بھی ہے۔''

راگ ساگر صہ ۲۴۰ میں لکھا ہے:

''دھمال میں ۱۴ ماترائیں ہوتی ہیں دھمال میں نقارہ خاص وجد پیدا کرتا ہے جس کو بھیر کہا جاتا ہے۔ فقیر جب نقارہ بجانے لگتے ہیں تو فقراء وجد میں آتے ہیں اور حلقہ باندھ لیتے ہیں اور مست قلندر مست قلندر کا نعرہ مستانہ بلند کرتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ آہستہ آہستہ ایک پاؤں آگے اور ایک پاؤں پیچھے کرتے ہیں اس طریقے سے مست قلندر کا نعرہ لگا کر ایک پاؤں آگے اور ایک پاؤں پیچھے کرتے رہتے ہیں۔''

صاحب ''سرہان'' کی رائے ہے:

''حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے معتقدوں کے لئے عملی طور پر ذکر و فکر کا موقعہ مہیا کیا ہے کیونکہ جب ان پر نیند کا غلبہ ہونے کا امکان ہوگا تو دھمال ان کو نیند آنے نہیں دے گی اور انہیں دوبارہ فکر و ذکر کا ازسر نو موقع مل جائے گا۔''

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مریدوں میں جو سماع کا طریقہ رائج کیا تھا وہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ کی دھمال سے کافی مشابہت رکھتا ہے۔ مولانا شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''حیات رومی'' میں مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کے سماع کا ذکر یوں کیا ہے:

''ذکر و شغل کا یہ طریقہ ہے کہ حلقہ بنا لیتے ہیں ایک شخص اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور ایک ہاتھ سینے پر اور ایک ہاتھ نیچے رکھ کر رقص کرنا

شروع کر دیتا ہے رقص میں آگے پیچھے نہیں بڑھتے بلکہ متصل چکر لگاتے رہتے ہیں اور سماع کے وقت دف یا نے بھی بجاتے ہیں۔"

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کی محفل سماع دھمال سے کافی مشابہت رکھتی ہے صرف زمان و مکاں کا فرق ہے۔ اس بات سے یہ امر بھی ثبوت کو پہنچتا ہے کہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ محفل سماع کے قائل تھے۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ "قلندری" مشرب کے ہیں۔ قلندری طریقت والے سماع اور رقص و سرور کو جائز قرار دیتے ہیں جس سے قلب میں نرمی پیدا ہوتی ہے اور نرمی سے محبوب کی توجہ حاصل ہوتی ہے اور اس طرح سرور و سماع محبوب حقیقی کے وصال کا وصلہ بن جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مخصوص سماع کو عبادت جیسا درجہ عطا کر رکھا تھا۔

قلندر نامہ کے مصنف "رد المختار" جیسی شرعی کتاب میں ان کے وقت کی نوبت کا جواز نکال لیتے ہیں اور لکھتے ہیں:

"چوکس اور بیدار رکھنے کے لئے نوبت بجانی جائز ہے سہ پہر سے شام تک جو نوبت لگتی ہے وہ فزع کے لئے ہے رات کی نوبت موت اور تہجد والی نوبت قیامت کے اشارے کے لئے لگائی جاتی ہے۔"

دھمال یوں تو روزانہ شام سے شروع ہو جاتی ہے پھر اپنے تینوں اوقات پر بج کر صبح کی اذان سے قبل ختم ہو جاتی ہے۔ ان روزانہ کی دھمال کے لئے چھوٹے نقارے رکھے ہوئے ہیں لیکن بڑی تقریبات اور بالخصوص میلہ کے موقع پر ایک بہت بڑے نقارے استعمال کئے جاتے ہیں جن کو نقارچی درگاہ کے بڑے دروازے کے اندر کرسی بچھا کر بیٹھ جاتا ہے اس طرح روزانہ دھمال کا نقارہ درگاہ کے اندرونی حصہ میں بجتا ہے۔

Marfat.com

عرس کے دوران باہر علم کے نیچے نقارے پر چوٹ لگائی جاتی ہے اور مست قلندر کے مستانہ نعروں سے فضا گونج اٹھتی ہے۔

دور دراز علاقوں سے حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے متوالے ہاتھوں میں جھنڈے اور پیروں میں گھنگھرو اور ہاتھوں میں کڑے ڈالے سیہون کی زمین کی جانب رواں دواں ہوتے ہیں۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک ۱۸ سے ۲۰ شعبان المعظم تین روز تک مسلسل جاری رہتا ہے۔ عام دنوں میں سب فقراء مشترکہ طور پر دھمال کرتے رہتے ہیں لیکن عرس کے موقع پر مختلف حلقوں اور گروہوں کے فقراء جدا جدا دھمال سے اظہار عقیدت پیش کرتے ہیں۔

سب سے پہلے "ابدال" کی کافی والے فقراء اپنے مقررہ وقت پر دھمال کرتے ہیں پہلے یہ دھمال باہر شروع ہوتا ہے اور کچھ دیر کے بعد اندر زیارت کے لئے چلے جاتے ہیں جب مقررہ وقت ختم ہو جاتا ہے تو یہ واپس چلے آتے ہیں۔ اس کے بعد کچہری کی کافی والے فقیر آتے ہیں پھر سخی سلطان کے فقراء اور اس کے بعد اولادی امیر ابراہیم، شاہ بود بہار، جمن جتی، دودہ حقانی، حاکم علی شاہ، مزاری شاہ کے فقیر باری باری آتے ہیں اس کے بعد بادل شاہ کی کافی کے فقراء آتے ہیں اس طرح دھمال اور زیارت کا سلسلہ جاری رہتا ہے یہاں تک کہ ۲۰ تاریخ آ جاتی ہے۔ عرس کا سلسلہ منتشر ہونا شروع ہو جاتا ہے اور دور دراز کے پردیسی اپنے اپنے گھروں کو سدھار جاتے ہیں۔

دھمال کا سلسلہ تین دن تک جاری رہتا ہے اس کے ساتھ ہر شام لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی مہندی نکالنے کی رسم ہوتی ہے۔ پہلے روز ۱۸ شعبان کو سیّد گل محمد شاہ کی طرف سے مہندی نکالی جاتی ہے۔ مہندی کے تھال ریشمی کپڑوں سے ڈھکی ہوتی ہے۔ بہت سے صوفی فقراء ساتھ ہوتے ہیں اور وجدانی حالت میں گاتے ناچتے اور رقص

Marfat.com

کرتے ہوئے درگاہ کی جانب رواں دواں ہوتے ہیں۔ یہ مہندی مغرب سے پہلے درگاہ پہنچ جاتی ہے۔

۱۹ شعبان کو فقیر مولچند کی جانب سے اسی شان و شوکت اور جوش و خروش سے مہندی نکالی جاتی ہے۔ اسی طرح تیسرے روز یعنی ۲۰ شعبان کو ''قانون گو'' خاندان کی جانب سے مہندی کی رسم ادا کی جاتی ہے۔ مہندی درحقیقت چادر چڑھانے کی رسم ہوتی ہے لیکن احترام کی وجہ سے اصطلاحاً اس کو مہندی کہا جاتا ہے۔ مہندی اور دھمال میں بھی ہر علاقہ اور ہر ملک کے لوگ شریک ہوتے ہیں۔

Marfat.com

اقوال و ارشادات

☆ حضور نبی کریم سرور خلائق ہیں اور رہنمائے دین ہیں اور وہی پوری دنیا کے لئے روشنی ہیں۔ وہی تمام علوم کے مرجع اور یقین کے قبلہ ہیں اور وہی دین پناہ ہیں۔ ان کے راستے پر چلنا ہی نجات کا باعث ہوگا۔

☆ جب تک انسان دنیا میں مشغول رہتا ہے وہ خدا رسیدہ نہیں ہوسکتا۔

☆ اسرار الٰہی کو ہمیشہ پوشیدہ رکھے۔

☆ مرید کو اپنے پیر کی موجودگی اور عدم موجودگی دونوں میں یکساں خدمت کرنی چاہئے۔

☆ بزرگوں کی مجلس میں جہاں جگہ پاؤ وہیں بیٹھ جاؤ۔

☆ اللہ عزوجل سے دوستی اور قربت حاصل کرنی چاہئے۔

☆ قلندر وہ ہے جو دنیا سے آزاد ہو کر صرف معبود میں محو ہو جائے۔

☆ قلب کی سختی دور کرنے کے لئے سماع ضروری ہے۔

☆ یہ دنیا دار الامتحان ہے۔

☆ تارک الدنیا تہجد گزار اور نفسیاتی لذتوں سے پاک فرد کو قلندر کہتے ہیں۔

☆ قلندر کو جو روحانی فتوحات حاصل ہوتی ہیں وہ کسی بادشاہ کی فوجیں بھی حاصل نہیں کرسکتیں۔

Marfat.com

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ سے فیضیافتہ

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت مند پورے برصغیر میں موجود ہیں۔ سندھ کے علاوہ پنجاب' بلوچستان' سرحد اور کشمیر جیسے علاقے ہی نہیں بلکہ ان میں بھارت' بنگلہ دیش' سری لنکا سمیت ساری دنیا میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ماننے والے موجود ہیں تاہم جن بڑی شخصیات نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے فیض پایا ان کا ذکر ڈاکٹر عبدالمجید سندھی نے یوں کیا ہے۔

حضرت سکندر بودلو رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت سکندر بودلو رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر گزشتہ صفحات میں ہو چکا ہے۔ ان کا روضہ قلعہ کے قریب ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ پر روزانہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ سے جداگانہ دھمال منعقد ہوتی ہے۔ ہر جمعہ کی رات' رات گزرے بودلو بادشاہ کے فقیر رنگین پوشاک پہنے اور پیروں میں گھنگھرو ڈالے حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی جانب سے ان کی دھمال میں شرکت کرنے رواں دواں ہوتے ہیں۔

حضرت سیّد علی سرمست رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت سیّد علی سرمست رحمۃ اللہ علیہ بغداد سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ تشریف لائے۔ حاجی موسیٰ رقمطراز ہیں:

"یہ بزرگ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے دوست حضرت سیّد

Marfat.com

جلال الدین سرخ پوش رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند تھے۔ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ ان پر کافی مہربان تھے۔ یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وزیر مشہور تھے۔''

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے پردہ کر جانے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں نے ان کے ہی ہاتھوں پر بیعت کی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ کے پہلے خدمت گار بھی یہی بزرگ بنے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مرقد درگاہ قلندر کے اندر روضہ کے باہر چھوٹے گنبد کے نیچے ہے۔

حضرت سیّد عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ:

انہوں نے حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد اپنا جداگانہ تکیہ (کافی) بنالیا اس ''کافی'' کو کچہری والی کافی کہا جاتا ہے۔

حضرت سیّد عبداللہ شاہ علوی رحمۃ اللہ علیہ:

یہ بزرگ بھی حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ سے مستفیض ہوئے اور ''ابدالن والی کافی'' انہیں کے نام سے مشہور ہے۔ انہوں نے بھی اپنی جداگانہ گدی بنائی اور یہ درگاہ ''سیّد عدل دریا شاہ'' کہلاتی ہے۔

حضرت سیّد میر کلاں رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کربلا معلیٰ میں ہوئی تھی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ ان کے کہنے پر سیہون آئے۔ صاحب ''الشہباز'' نے تحریر کیا ہے:

''حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد بابا ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند تھے جن کا شجرہ نسب حضرت امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے۔''

Marfat.com

تحفۃ الکرام میں ہے:

''یہ کربلا معلیٰ کے عظیم القدر سادات میں سے تھے۔ اس مبارک سرزمین پر نکلنے کے بعد پہلے قندھار اور پھر سندھ سیوستان میں آ گئے اور بڑا وقت حضرت شیخ عثمان مروندی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار انور پر گزارا۔ یہ تقویٰ اور زہد میں بے نظیر تھے ان کی اولاد کافی تعداد میں تھی۔ میر معصوم تاریخ معصومی کے مصنف ان کی اولاد میں سے تھے۔''

حضرت میر کلاں رحمۃ اللہ علیہ پہلے ''کھابڑوٹ'' گاؤں میں رہے اور پھر سیہون آ گئے۔ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی گدی میں ان کی اولاد حصہ دار ہوئی جس میں سیّد میر خسر، سیّد میر انور علی، سیّد گبن شاہ مشہور بزرگ ہیں۔ آج کل اس خاندان کے سربراہ سیّد صادق علی ہیں۔

حضرت سیّد بھورا بادل شیر رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت میر کلاں رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند سیّد محمد رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان میں کامل فقیر بھی گزرے ہیں۔ یہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے سامنے ایک اینٹ پر بیٹھ کر عبادت کرتے تھے۔ ایک دفعہ اولادی کے خاندان کے ایک شخص نے ٹھوکر لگا کر وہ اینٹ نکال دی۔ اس پر شاہ اولادی کے خاندان کو حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے حکم ملا کہ اس گستاخی کی سزا کے طور پر بادل شیر کو چارپائی دی جائے۔ اب دستور یہ ہے کہ دھمال کے وقت علم کے نیچے بادل شیر کافی (تکیہ) کا فقیر چارپائی رکھ کر ہاتھ باندھے کھڑا رہتا ہے اور دھمال کے خاتمہ تک اسی حالت میں موجود رہتا ہے۔

درگاہ کے دروازے کے ساتھ جنوب کی طرف بادل شیر کی کافی ہے جہاں ان کا مزار ہے اور ان کی گدی پر سیّد غلام نبی شاہ ولد سیّد مہدن دریا ہیں۔ سیّد نہال شاہ

Marfat.com

نوری اور بیگن شاہ رحمۃ اللہ علیہم بھی حضرت میر کلاں رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان ہی میں گزرے ہیں لیکن نہال شاہ نوری رحمۃ اللہ علیہ کا روضہ جداگانہ ہے۔ صاحب تحفتہ الکرام نے ان کا ذکر اس طرح کیا ہے:

> ''یہ کھابڑوٹی سادات سے ہیں جو سیہون کا ایک گاؤں ہے۔ اصلی متولی شیوخ سے زبردستی مخدوم علیہ کی درگاہ کے سجادہ نشین ہو گئے پیر کے فیض کی بدولت ان کا اثر و رسوخ سجادہ نشین سادات سے بڑھ گیا اور درگاہ کے دروازے کے باہر تخت پر بیٹھنے کی خصوصیات عطا ہوئیں یہی رسم ان کے جانشینوں میں چلی آ رہی ہے۔''

ان کے بعد خضر شاہ اس کے بعد موج دریا سجادہ نشین ہوئے۔ اس خاندان میں ''سیّد انور علی شاہ'' بھی ایک کامل فقیر ہو گزرے ہیں جو بادل شیر کے طالب ''گل شاہ'' کے طالب تھے اور بہت عابد و زاہد تھے۔ اس طرح اس خاندان کے بہت فقراء ہوئے اور ان کے ذمہ درگاہ میں جھاڑو دینے کا بندوبست دیا گیا۔ سیّد انور علی شاہ کی وفات کے بعد جھاڑو دینے کی ذمہ داری پر نظر شاہ نامی فقیر مقرر ہوئے۔ ان کے بعد ان کے گروہ کے فقراء وقتاً فوقتاً مقرر ہوئے رہے جن میں یقین شاہ' روشن علی شاہ' درباری شاہ' امان علی شاہ' خاکی شاہ' محبوب شاہ' قطب شاہ' شمشیر علی' دیدار علی اور نادر علی جیسے بزرگ شامل تھے۔ یہ تکیہ اوائل میں ''سخی سرور کا مکان'' کہلاتا تھا اور اب ''پٹھانوں والی کافی'' کے نام سے مشہور ہے۔

حضرت شاہ گوڈریا رحمۃ اللہ علیہ:

کتب سیر میں شاہ گوڈریا کا احوال نہیں ملتا لیکن عوام میں مختلف روایات مشہور ہیں مثلاً ایک روایت ہے کہ شاہ گوڈریا کے والد بلخ بخارا کے بادشاہ تھے اور جب لعل سائیں ان کے شہر میں تشریف فرما ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ میری کوئی اولاد

نہیں ہے اللہ عزوجل سے دعا فرمائیں کہ میرے فرزند ہو۔ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے دعا فرما دی۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کے بعد ان کے گھر دو بیٹے پیدا ہوئے جن میں سے ایک کا نام ''ادھم'' رکھا گیا۔ ادھم بڑا ہو کر سلطان ادھم کے نام سے مشہور ہوا لیکن پھر دنیا ترک کر کے بقیہ آدھی عمر فقیری میں گزار دی۔ ان کا مزار خیر پور میرس سے ۱۰ میل دور ایک پہاڑی پر واقع ہے۔ دوسرا بچہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ رہا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہی ان کی تربیت کی اور روحانی فیض سے مستفیض کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب سیر و سیاحت کو نکلتے تو ان کے ہمراہ گوڈریو لے کر چلتے۔ لعل سائیں رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں اس پہاڑی پر قیام کرنے کا حکم دیا جہاں اب ان کا مزار ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار دادو کے پہاڑی علاقے میں ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اصل نام سیّد عبداللہ شاہ تھا۔

حضرت سیّد صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ:

یہ بزرگ شاہ صدر الدین کی اولاد میں سے تھے اور حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ سیہون میں تشریف لائے تھے۔

صاحب الشہباز نے لکھا ہے کہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد سیہون میں آئے۔ اللہ عزوجل نے انہیں کثرتِ اولاد سے نوازا تھا جو سب کے سب درویش اور اہل علم ثابت ہوئے۔ بعض لوگوں نے انہیں لعل سائیں کا حقیقی سجادہ نشین ثابت کیا ہے تاہم یہ ابراہیم شاہ کے طالب تھے۔ اولاد کی کثرت کی وجہ سے ''اولادی امیر'' کہلائے۔ ''شاہ اولادی'' کی کافی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یادگار ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سجادہ نشینی سے سرفراز ہوتی رہی۔ موجودہ سجادہ نشین محرم شاہ ہیں۔

صاحب تحفۃ الکرام نے لکھا ہے:

''یہ سادات خاندان اپنی ذاتی صلاحیتوں کی وجہ سے دین و دنیا

میں نامور ہوئے اور درگاہ کی سجادہ نشینی کی دولت ہاتھ آئی۔ اپنے اعمال اور پیر کی نظر کے فیض سے اپنے مریدوں اور متعلقین کی اصلاح کا موجب ہوئے۔ ان کے بعد ان کے بیٹے سیّد پیر شاہ گدی نشین ہوئے اور درگاہ کی سجادہ نشینی سے سرفراز ہوئے۔"

تحفۃ الکرام میں ان کی توصیف وتعریف اس طرح کی گئی ہے:

"یہ تہجد گزار تھے نفل پڑھتے اور ساری رات عبادت وریاضت میں بسر کرتے تھے۔"

سندھ کے حاکم میاں نور محمد نے انہیں ایک دفعہ زیارت کرنے کے لئے اپنے پاس بلایا لیکن انہوں نے وہاں جانے سے انکار کر دیا اور آخر وہ خود ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پھر بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا استقبال نہیں کیا بلکہ دیکھتے ہی کہا کہ اب دنیا میں رہنے سے بہتر ہے کہ جلد اجل آ جائے۔

حضرت لعل بکر رحمۃ اللہ علیہ:

پسنی بندرگاہ کے رہنے والے تھے اور قلندر لعل سائیں رحمۃ اللہ علیہ کی نظر سے "لعل بکر" کا لقب ملا۔

حضرت لعل موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت لعل موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ ٹھٹھہ کے رہنے والے تھے۔ صاحب تحفۃ الکرام نے ٹھٹھہ کے قرب وجوار کے رہنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے کہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ سے فیض یاب ہوئے اور ان کی آمد سمہ حکمرانوں کے ابتدائی زمانہ میں ہوئی۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ سومرو خاندان کے زمانہ میں گزرے ہیں اور سومروں کے بعد سمہ برسر اقتدار آئے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے وصال کے بعد روحانی طور پر فیض حاصل کیا۔

Marfat.com

حضرت پیر پٹھو رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا اصلی نام حسین اور لقب شاہ عالم اور کنیت ابوالخیر ہے لیکن شیخ پٹھا کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کے والد کا نام راجپار اور والدہ کا نام سلطانی تھا جو مراد بن شرفو کی بیٹی تھیں۔ یہ ٹھٹھہ سے آگے ''آری'' کے مقام پر رہتے تھے۔ ذات کے ''اپلان'' تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سندھ کے قدیم بزرگوں میں سے گزرے ہیں۔

تحفۃ الکرام میں منقول ہے:

''شاہ جمیل گرناری سیّد عبدالہادی بن سیّد عبدالعطاس بھی ان کے مرید تھے ان کا مقبرہ بھی شیخ پٹھا کے قریب ہے اب جس جگہ پر پیر پٹھو کا مقبرہ ہے وہاں ان کا تکیہ تھا اور اسی جگہ پر ہمیشہ عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے تھے۔''

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ جب سیر و سفر کرتے ہوئے آئے، تو یہ ان سے ملے اور ان بزرگوں کے فیض نظر سے پیر پٹھہ نے کمالات حاصل کئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۴۶ھ میں وصال پایا اور انہیں اسی پہاڑ کے غار میں دفن کیا گیا جہاں یہ عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ ۱۲ ربیع الاول کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر سالانہ عرس لگتا ہے۔ ٹھٹھہ کے عوام کو آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بڑی عقیدت ہے۔

حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ:

سندھ کے شہرہ آفاق شاعر شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ پر حاضری دیتے رہتے تھے اور ان کی درگاہ سے فیض یاب ہوئے۔

فقراء کی روایت ہے:

''شاہ اولادی کی کافی میں آکر رہتے تھے اور اکثر و بیشتر درگاہ پر

Marfat.com

حاضری دیتے تھے۔"

شاہ صاحب کے احوال زندگی میں بھی ان کی سیہون آمد ثابت ہوتی ہے۔
دین محمد وفائی نے "لطف اللطیف" میں تحریر کیا ہے:

"شاہ صاحب کے گہرے دوستوں میں دین محمد سیہوانی جن کا وصال ۱۱۹۲ء کو ہوا وہ بھی شامل ہیں شاہ صاحب سیہون میں مخدوم دین محمد کے پاس آ کر رہتے تھے۔"

مخدوم اور ان کی اٹھارہ تصانیف ملتی ہیں۔ انہوں نے اردو' فارسی' سرائیکی اور سندھی میں شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں اشعار کہے ہیں۔

حضرت قادر بخش بیدل رحمۃ اللہ علیہ:

روہڑی کے زبردست عالم' صوفی اور سندھ کے عظیم شاعر حضرت قادر بخش بیدل رحمۃ اللہ علیہ (سن ولادت ۱۲۳۰ھ بمطابق ۱۸۱۴ء' وصال ۱۶ ذیقعد ۱۲۸۹ھ) بھی ان کے فیض سے مستفیض ہوئے۔ ۱۴ سال کی عمر میں تمام ظاہری علوم سے فراغت حاصل کرنے کے بعد حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر سیہون گئے اور ان سے روحانی فیض حاصل کیا۔

اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت شعر و سخن کی طرف مائل ہوئی تو سندھی میں بلند پایہ شعر کہے اور اس کے علاوہ عربی' فارسی' اردو' ہندی اور سرائیکی میں اعلیٰ درجہ کے شعر کہے۔ حضرت بیدل رحمۃ اللہ علیہ نے شعر و شاعری کے علاوہ کئی عربی' فارسی نثر کی کتب بھی قلمبند کیں۔

حضرت مخدوم بلاول رحمۃ اللہ علیہ:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مرقد باغبان تعلقہ دادو میں ہے جہاں نو چندا جمعہ کو میلا لگتا ہے۔ یہ ایک بڑے عالم اور بزرگ درویش تھے۔ تحفۃ الکرام میں ان کا ذکر یوں بیان کیا

Marfat.com

گیا ہے:

"یہ بڑے عارف و واصل باللہ بزرگ گزرے ہیں اور علوم ظاہری میں بھی بہت بڑا رتبہ رکھتے تھے۔"

حضرت بیکس رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت بیکس رحمۃ اللہ علیہ حضرت قادر بخش بیدل رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند تھے اور انہوں نے بھی قلندر شہباز سے روحانی فیض حاصل کیا تھا۔ ۲۸ جمادی الثانی ۱۲۸۵ھ بمطابق ۲ فروری ۱۸۵۹ء میں روہڑی میں پیدا ہوئے۔ جواں سالی میں ۱۲۹۸ھ بمطابق ۱۸۸۲ء میں وصال پایا۔

حضرت سیّد ناتھن شاہ رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت سیّد ناتھن شاہ رحمۃ اللہ علیہ ولد سیّد محمد معین لکوی' سیّد گلاب شاہ ولد سیّد صلاح الدین رحمہم اللہ (جو کہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین تھے) کے مرید تھے۔ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں ٹھٹھ میں آستانہ بنایا۔

حضرت نین شاہ رحمۃ اللہ علیہ:

ماضی قریب کے ایک مشہور اللہ والے بزرگ گزرے ہیں۔ یہ سندھی کے بہترین شاعر بھی تھے۔ گڑھی یاسین تحصیل کے ایک گاؤں کے رہنے والے تھے۔ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے زبردست عقیدت مند تھے اور ان کے فیض سے مستفیض ہوئے۔ اپنی جائیداد وغیرہ چھوڑ کر سیہون آ گئے۔ یہاں وہ "کافی" گاتے تھے۔ فقراء کے رہنے کے لئے ایک جگہ تعمیر کروائی جو ان کے نام سے "نین فقیر جی کافی" مشہور ہے۔

حضرت شیخ مکھن رحمۃ اللہ علیہ:

تحفۃ الکرام میں بیان ہے کہ قدیم زمانہ میں درگاہ کے متولی اور کلید بردار شیخ

Marfat.com

تھے۔ شیخ مکھن ان ہی شیخوں میں سے گزرے ہیں۔

تحفۃ الکرام میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ سادات نے شیخوں سے درگاہ کی چابی زبردستی حاصل کی لیکن خدا نے چابی کی اس طرح لاج رکھ لی کہ کوشش کے باوجود دروازہ نہ کھول سکے یہاں تک کہ لوہاروں کو بلا کر بھی دروازہ کھولنے سے قاصر رہے۔ آخر ناکام ہو کر چابی شیخوں کے حوالے کی اور انہوں نے بآسانی دروازہ کھول دیا۔

شیخ مکھن کا نام دراصل "شیخ منگن" ہے جن کا مزار درگاہ کے اندر ہے۔"

مقامی روایات کے مطابق سیّد ولی محمد شاہ کو شیخوں نے ازخوا اپنا مرشد ہونے کی وجہ سے چابی بخشی تھی اور پھر وہ لوگ کلید بردار بن گئے۔

حضرت میاں میر سیوستانی:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا حقیقی نام میر محمد ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ کے یہ سب سے مشہور بزرگ ہیں اور پاک و ہند میں سلسلہ عالیہ قادریہ کو ان ہی کی ذات سے بہت فروغ ملا ہے۔

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ بھی سیوستان ہی کے رہنے والے تھے لیکن آخر عمر میں لاہور تشریف لے گئے اور وہیں پر وصال پایا۔

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ نے لاہور میں پچاس سال سے زائد قیام فرمایا جس میں چالیس سال تو گمنامی میں گزار دیئے۔ صرف دس سال ایسے تھے کہ اہل لاہور اور برصغیر پاک و ہند کے دوسرے لوگوں کو فیض یاب کر سکے۔

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ نے طویل عمر پائی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہاشم پورہ میں ہے جو اب میاں میر رحمۃ اللہ علیہ روڈ کے نام سے مشہور ہے۔

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کا مزار دارالشکوہ نے بنوایا وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مرید تھا

Marfat.com

وہ چاہتا تھا کہ یہاں ایک شاندار مزارِ مبارک تعمیر ہو لیکن موت نے اسے موقع نہیں دیا جس کی وجہ سے مزارِ مبارک کی تعمیر مکمل نہ ہو سکی۔

ایک عرصہ کے بعد جب دارالشکوہ کا بھائی مغل فرمانروا اورنگ زیب عالمگیر لاہور آیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی تو تعمیر کو نامکمل دیکھا تو اس نے مزارِ پاک کی دوبارہ تعمیر کا حکم دیا۔

تیرا جمال میرا احاطہ کیے رہا
یہ شمع میرے چاروں طرف ضوفگن چلی
تھا لامکاں میں عالم ہو، لیکن ایک شب
جب تو چلا تو ساتھ ہزار انجمن چلی

اظہارِ عقیدت

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں بہت سے بزرگوں نے اپنے کلام میں عقیدت کے نذرانے پیش کئے ہیں اور اپنے اشعار میں اُنہیں زبردست خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

حضرت سچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ:

سندھ کے مشہور صوفی شاعر حضرت سچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کو ذیل کے مصرعے سے خراجِ عقیدت پیش کیا ہے:

سچو میرا مرشد سخی قلندر

ایک اور مصرعے میں فرماتے ہیں:

قلندر جوگی کیسی بین بجائی

حضرت عثمان سانگی رحمۃ اللہ علیہ:

لاڑکانہ کے مشہور سندھی شاعر حضرت عثمان سانگی رحمۃ اللہ علیہ جو کے نقشبندی سلسلہ کے مشہور بزرگ حضرت خواجہ عبدالحیٔ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ حضرت عثمان سارنگی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی عقیدت کا اظہار ان اشعار سے کیا ہے:

حق نور جلال اللہ مست وار قلندر
قلندر صوفی عین صفا سردار قلندر

Marfat.com

حضرت بیدل وارثی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت بیدل وارثی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں اردو، فارسی اور سندھی میں بے شمار اشعار کہے ہیں۔ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وصال کا قطعہ انہی کے اشعار پر مشتمل ہے:

دل چوں تاریخ و صالش بجستہ زسروش
ہاتف گفتہ او لعل عین عرفان بود

۶۵۰ھ

Marfat.com

سیرت حضرت
سخی لال شہباز قلندرؒ

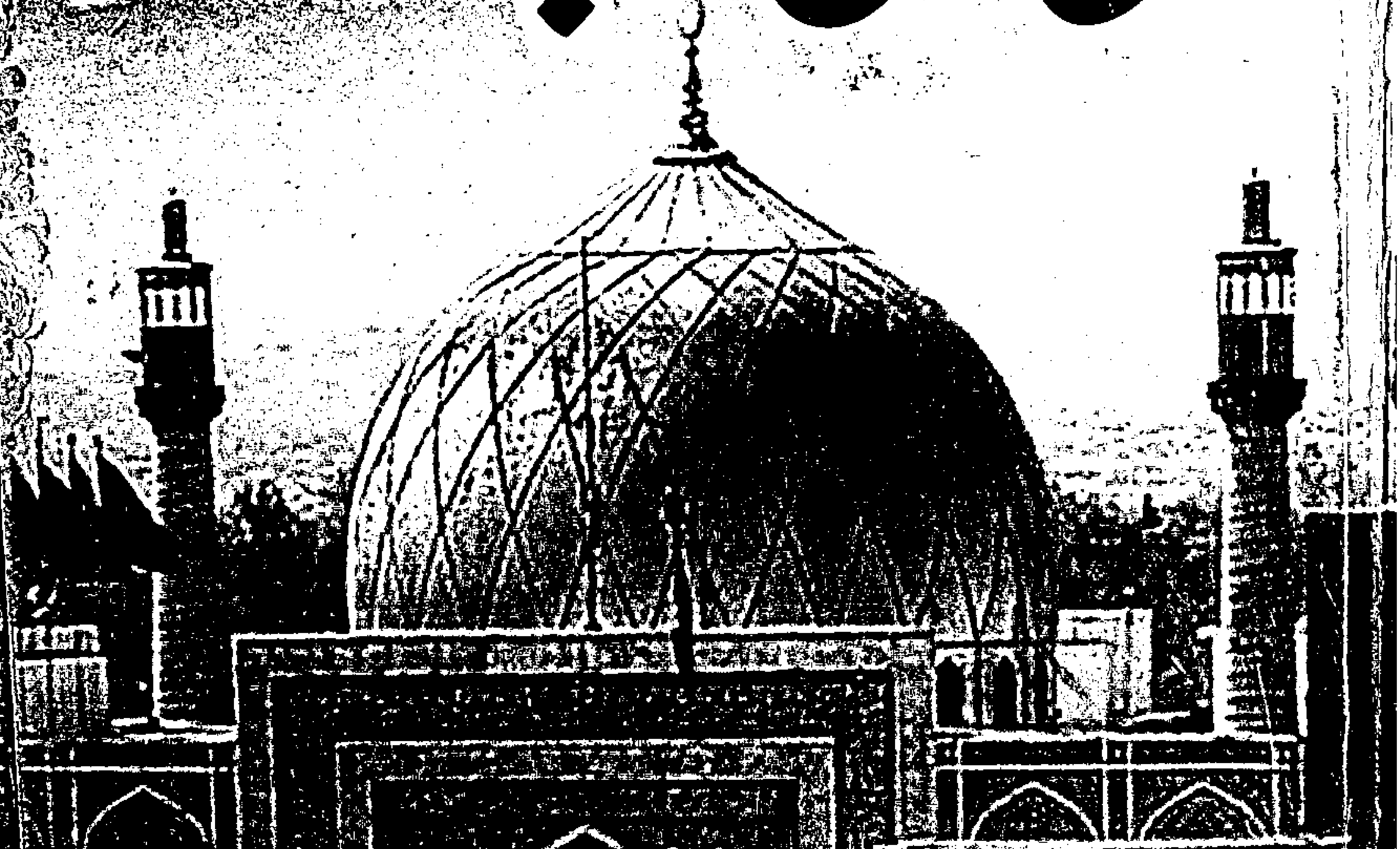

حکیم سید خاور حسین قادری

Marfat.com